بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۱۹	جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ / مئی ۲۰۱۱ء	شمارہ : ۵

سیّد محمود میاں	**سیّد مسعود میاں**
مُدیر اعلٰی	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۶
مسئلہ رجم	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۱۴
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب	۲۴
حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۳۰
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانوی	۳۶
حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما	حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی	۴۰
تحفظ ناموسِ رسالت محاذ پر جدوجہد.......	جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری	۴۳
عاشقِ قرآن حضرت قاری شریف احمد صاحب	جناب مولانا محمد عابد صاحب	۴۹
تشدد سے پاک پاکستان......تصویر کا دُوسرا رُخ	جناب منیر احمد صاحب فاروقی	۵۵
دینی مسائل		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۳

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ!

باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا o اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا o اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزْنًا o ذٰلِکَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا o اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا o خَالِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا o (سُورۃ الکهف آیت ۱۰۳ تا ۱۰۸)

''آپ کہہ دیجیے کیا ہم بتائیں تم کو کہ کن لوگوں کے کام بالکل خسارے والے ہوئے، وہ لوگ کہ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دُنیا کی زندگی میں اَور وہ سمجھتے رہے کہ ہم نے خوب اچھے کیے ہیں کام، یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی نشانیوں اَور اُس سے ملاقات کے منکر ہوئے۔ سو برباد ہوگئے اُن کے اعمال پھر نہ لگائیں گے ہم اُن کے واسطے قیامت کے دِن ترازو، یہ بدلہ اُن کا ہے دوزخ اِس وجہ سے کہ نافرمان ہوئے اَور میری باتوں اَور میرے رسولوں کا مذاق بنایا۔

جو لوگ اِیمان لائے ہیں اَور کیے ہیں اچھے کام اُن کے واسطے ہیں ٹھنڈی چھاؤں کے باغ بطورِ مہمانی، ہمیشہ رہیں اُن میں، نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی۔''

تیس اِکتیس مارچ کو بالترتیب صوابی اَور چارسدہ کے جماعتی جلسوں اَور اِستقبالی جلوسوں میں قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم العالی پر خودکش بمباروں اَور بندوق برداروں کے ذریعہ اِنتہائی خطرناک حملے کرائے گئے، اللہ تعالیٰ نے مولانا مدظلہم کو اِن حملوں میں محفوظ رکھا، چارسدہ کے مقام پر ہونے والا حملہ زبردست منصوبہ بندی کے ساتھ کیا گیا تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا اَور اُن کے قریبی رُفقاء کو بال بال بچالیا، والحمدللہ علی ذالک۔ اَلبتہ مولانا کے ذاتی محافظ اَور جماعتی کارکنوں اَور پولیس گارڈز کی بڑی تعداد میں شہادتیں ہوئیں اَور اِس سے کہیں بڑھ کر کثیر تعداد زخمیوں کی تھی۔

خیر و شر کی باہمی کشمکش تب سے جاری ہے جب سے دُنیا وجود میں آئی ہے اَور قیامت تک یہ کشمکش چلتی رہے گی کامیابی ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے اہلِ خیر کا ساتھ دیتے ہوئے اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں تھمادیا بدنصیبی ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے اپنی صلاحیتیں ''شر'' کی نذر کردیں۔

اہلِ اِسلام کو ہمیشہ سے دو قسم کے خطرات کا سامنا رہا ہے ایک اَندرونی اَور دُوسرا بیرونی لیکن اَندرونی دُشمن سے اہلِ اِسلام کو جتنا نقصان ہوا اُتنا بیرونی دُشمن سے نہیں ہوا بلکہ بیرونی دُشمنوں کو جرأت بھی اَندرونی دُشمنوں کی وجہ سے ہوئی ورنہ وہ بھی نہ ہوتی۔ اَندرونی اِنتشار کا ہی نتیجہ ہے کہ عالمی سطح کی سیاسی قیادت اہلِ اِسلام کے ہاتھ سے نکل گئی بعد اَزاں اِقتصادی، تجارتی، جہادی قوتوں پر گرفت ڈھیلی ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ اہلِ اِسلام کو اپنی شناخت برقرار رکھنا بھی دُشوار ہوگیا ہے، وہ اپنے علمی ورثہ سے قطع تعلق کرتے چلے جارہے ہیں بدتہذیبی تہذیب کے نام پر ننگا ناچ رہی ہے اِس اَندھیر نگری میں اللہ کے دین کی شمع اُٹھائے اہلِ حق کی جماعت مسلمانوں کو اپنی متاعِ گم کردہ کے حاصل کرنے کی راہ دِکھارہی ہے۔ کفار کی سرتوڑ کوشش یہی ہے کہ اہلِ حق کی جماعت کسی طرح پنپنے نہ پائے وہ سیاسی قوت جو اَنبیائے کرام کے صدقے اُن کو حاصل ہوئی تھی جس کی بدولت بارہ سو سال مسلمان دُنیا کی واحد ''سپر پاور'' بنا رہا ''نیو ورلڈ آرڈر'' اُس کی دہلیز پر کھڑا رہا ''عالمگیریت'' اُس کے دربار کی چاکری کرتی رہی اَور نبی علیہ السلام کی ہر سنت زندہ رہی۔

اَب اُن متروکہ سنتوں کو پھر زندہ کرنے کے لیے دینی مدارس آنے والی نسلوں کے لیے اِس احساس

ذمّہ داری کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اَور علماء حق کی ایک جماعت ''جمعیت علماء اِسلام'' اُسی احساس کو آگے بڑھاتے ہوئے عملی جامہ پہنا کر ''اِسلام'' نامی ''اُجڑی دُلہن'' کو پھر سے ''سہاگن'' بنانے کی مقدس راہ پر گامزن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمِ کفر اَور باطل کا سب سے اہم ہدف یہی مدارس اَور مظلوموں کی دَادرَسی کرنے والی مذہبی قوتیں ہیں۔

قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم پر قاتلانہ حملے ایک طرف اہلِ کفر کی بوکھلاہٹ کو ظاہر کرتے ہیں تو دُوسری طرف اُن کی قیادت میں جماعت کی شاندار سیاسی پیش قدمیوں پر بھی دَلالت کرتے ہیں۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت مولانا مدظلہم اَور اُن کے رُفقاءِ کرام کے ہمیشہ ہمیشہ شاملِ حال رہے، ہر قسم کے شر اَور فتنہ سے اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت فرما کر اہلِ کفر اَور اُن کے ہر کاروں کو ناکام و نامراد فرمائے اَور اِن حملوں میں شہید ہونے والوں کی شہادت قبول فرمائے اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اُن کے بچوں کی کفالت اَور زخمی ہونے والوں کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے، آمین۔

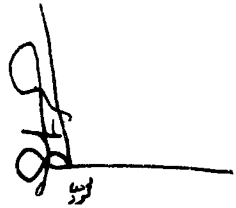

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا　درسِ حدیث　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری ومقبول فرمائے۔ (آمین)

رُعب ایک غیبی ہتھیار۔ ظلم پر حکومت نہیں چل سکتی

فقہ بہت پہلے مدوّن ہو چکی تھی۔ شیعیت کی دخل اَندازی سے اَحادیث پاک ہیں

سلطنتِ صفویہ بہت بعد کی چیز ہے۔ کچھ جنگیں ہوچکیں کچھ ہوں گی

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 65 سائیڈ A 1987 - 01 - 30)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک صحابی ہیں حضرت اَبو درداء رضی اللہ عنہ یہ جلیل القدر عالم صحابی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں فتوحات بکثرت ہوئیں لوگ اِسلام میں داخل ہوئے تو آئندہ نسل تک تعلیم پہنچانے کے لیے بھی اَور نومسلموں کو مسائلِ دین تعلیم کرنے کے لیے بھی ضرورت تھی کہ مختلف جگہوں پر علماء بھیجے جائیں تو صحابہ کرامؓ میں حضرت اَبو درداء رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام بھیج دیا یہ وہاں رہے ہیں بلکہ ایک دفعہ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ خفگی ہوگئی تو یہ وہاں سے واپس بھی چلے آئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو پھر بھیج دیا اَور یہ کہہ دیا کہ تمہارے کام میں معاویہ دخل نہیں دیں گے حضرت معاویہ کو لکھ دیا **لَا اِمْرَۃَ لَکَ عَلَیْہِ** یہ تمہارے تحت نہیں ہیں اَب سے، بلکہ اِن کا تعلق مرکز سے ہے صوبائی حکومت سے نہیں ہے تو پھر یہ وہیں رہتے رہے رضی اللہ عنہم۔

وہ فرماتے ہیں کہ کوئی جنگ ہوگی اَور جن جنگوں کی پیشنگوئیاں آتی ہیں اُن میں کچھ کے بارے میں تو کہا جا سکتا ہے کہ گزر گئیں جیسے یہ ہلاکو اَور چنگیز خاں جنہوں نے زبردست تباہی مچائی اَور بڑھتے بڑھتے یہ اِیران سے گزرے عراق کا علاقہ بھی فتح کیا اَور شام میں بھی داخل ہوگئے اَور جہاں جہاں گئے ہیں وہاں اِنہوں نے یہ کارروائی کی ہے کہ سب کو ماردیا آبادی کی آبادیوں کو ختم کر دیا اَور جتنا سامان سنبھال سکتے تھے اُتنا تو لوٹ لیا اَور جو زائد تھا اُس کو جمع کر کے جلا دیتے تھے پھر اَور آگے بڑھتے تھے۔

مسلمان بادشاہ کا ظلم پھر کفار کا اِن پر غلبہ :

تو ایسا حال ہوا کہ مسلمان اِن کو دیکھتے ہی بھاگ جاتے تھے میدانِ جنگ میں پاؤں اُکھڑ جاتے تھے اَور شروع ظلم سے ہوا تھا کہ جو مسلمانوں کا حاکم تھا اِس طرف بخارا وغیرہ کی طرف بہت بڑا علاقہ بنتا ہے کوئی ہزار ڈیڑھ ہزار میل فاصلہ بن جائے گا یہ ثمرقند، یارقند[1] بخارا، خُتن[2] بہت ساری جگہیں ہیں یہ سب کی سب مسلمانوں ہی کے تحت تھیں اِن میں علم بہت بڑے درجہ تک پہنچا ہوا تھا یہ نیشا بور وغیرہ اِس علاقہ میں بہت علم تھا۔

منکرینِ حدیث کے فرضی اَور بے جان اعتراضات :

یہاں مجھے ایک بات کا درمیان میں خیال آیا کہ جتنے بھی یہ مستشرقین[3] ہیں وہ اِسلام کی تعلیمات میں شکوک پیدا کرنے کے لیے یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں جو نیشا بور بخارا اَور یہاں کے دیگر علاقوں میں تھیں کہ (جن کا فاصلہ مدینہ منورہ سے) سینکڑوں میل بلکہ ہزار میل بن جاتے ہوں گے تو یہ سب کا سب عجمی لوگوں کا علاقہ بن جاتا ہے اَور اُن کے ذہن میں تھی ''قومیت'' اُن کے ذہن میں تھی ''شیعیت'' تو اُنہوں نے حدیثوں میں بھی وہ (شیعیت) داخل کر دی یہ شک پیدا کرنے کے لیے اُنہوں نے ایسی بات کی۔ جبکہ حقیقتِ حال ایسی نہیں ہے کیونکہ وہ روایات جو اِدھر سمرقند کی ہیں دارمی کی ہیں وہ اَور جو علاقہ اُدھر مصر کا بنتا ہے طحاوی وغیرہ علماء کی اَور اِس سے بھی پرے اسپین جو بہت دُور بن جاتا ہے یہ یورپ کا بھی آخری حصہ ہے اُدھر کے علماء کی جن میں ابن عبدالبر وغیرہ رحمہم اللہ یہ چوتھی صدی کے بعد گزرے ہیں اِن سب کی روایتیں ایک دُوسرے سے

---

[1] چینی ترکستان کا اہم تجارتی خطہ جو چین کے صوبہ سنکیانگ میں واقع ہے۔ (ماخوذ از ''وِکی پیڈیا'')

[2] چینی ترکستان میں چین اَور تبت کے درمیان واقع ہے۔ (اُردو دائرہ معارفِ اِسلامیہ)

[3] یورپ کے اِسلام دُشمن ''شریر اِسکالرز''

ملتی جلتی ہیں جملے تو ملتے ہی ہیں سطروں کی سطریں مل جاتی ہیں ایک جیسی تو اگر تغیر تبدل ہوا تھا تو کیسے ہوا کہاں ہوا؟ تو وہ محض فرضی باتوں کو پیش کرتے ہیں اِس اَنداز سے کہ جیسے یقینی بات ہے تاکہ مسلمانوں کے ذہن میں شک پیدا ہو اپنے مذہب کی طرف سے کیونکہ مذہب کی بنیاد تو ہے قرآنِ پاک اَور حدیث بس، تو اِنہی میں اگر شک پیدا ہو جائے جیسے قرآنِ پاک کے بارے میں ''شیعہ'' کرتے ہیں شکوک پیدا یا حدیث کے بارے میں جیسے یہ ''پرویزی'' کرتے ہیں شکوک پیدا ''معتزلہ'' کرتے ہیں شکوک پیدا یا ''مستشرقین'' کرتے ہیں جو یورپ کے شریر علماء ہیں غیر متقی مفسد اُن کی یہ کارروائی ساری کی ساری حقیقتاً بدنیتی پر مبنی ہے فساد ڈالنے پر مبنی ہے اِس کا ثبوت کوئی نہیں مل سکے گا بلکہ جب دلائل لیں گے آپ تو فرق نکلے گا اِس میں اَور آپ پر واضح ہو جائے گا کہ یہ محض وہمی بات ہے کیونکہ یہاں کی روایتیں اَور وہاں کی روایتیں ملتی جاتی ہیں حالانکہ یہ (اُس دور کا) مشرقِ بعید ہی بن جاتا ہے تقریباً یا وسطی کہہ لیجیے ورنہ مشرقِ بعید ہے اَور اُدھر کا مغربِ بعید بن جاتا ہے یہاں سے وہاں تک ایک دُوسرے سے ملتی جلتی ایک ہی جیسی روایات ہیں اَور بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں اُنہوں نے، مؤطاء کی شرح لکھی ہے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ''تمہید'' تو مصر کے علماء ہیں سوڈان کے علماء ہیں اُنہوں نے بھی لکھی ہیں وہ سب چیزیں ملتی جلتی ہیں۔

فقہ بہت پہلے مدوّن ہو چکی تھی :

اَور پھر ایک بات یہ بھی ہو گئی مزید کہ (بہت پہلے) مسائل اَخذ کر لیے گئے تھے اِن حدیثوں سے وہ مسائل اِن ہی اَحادیث پر مبنی ہیں اَور اُسی زمانے میں سب کچھ لے دے ہو چکی تھی اُن حدیثوں پر یہ بالکل پہلا زمانہ تھا شروع کا اِمام بخاریؒ کی پیدائش سے بھی پہلے کا تھا سارے کے سارے اِمام (اِمام اَبوحنیفہ، اِمام مالک، اِمام احمد بن حنبل اَور اِمام شافعی رحمہم اللہ) جن کے دُنیا میں مذاہب اَب چل رہے ہیں یہ تو سب کے سب پہلے کے ہیں اِمام بخاری اِمام مسلم اِبن ماجہ نسائی اَبوداؤد سے بلکہ اِن کے اَساتذہ ہیں یا اَساتذہ کے بھی اَساتذہ بنتے ہیں۔

اَور دُوسری چیز یہ ہے کہ یہ نیشا بور وغیرہ یہ بہت بڑا علمی مرکز تھا اہلِ سنت کا یہ ہلاکو خان وغیرہ جب آئے ہیں اُس کے بعد دوبارہ پھر مسلمانوں کو خدا نے غلبہ عطا فرمایا اَور اُس کے خاندان کے لوگ بھی مسلمان ہوتے چلے گئے اَور اِسلام کو مزید عروج حاصل ہو گیا تو یہ دَور بھی یہاں اہلِ سنت کا رہا ہے۔

شیعیت کا اَثر ورُسوخ بہت بعد میں ہوا :

اِس کے بعد سلطنتِ صفویہ آئی ہے یہ غالبًا ساتویں صدی میں ہے اِس کے بعد سے پھر یہاں شیعیت کا غلبہ ہوا ہے تو شیعیت یہاں تھی ہی نہیں پہلے اَب شیعیت کا غلبہ ہوا ہے۔

عقلی دلیل اَور مشاہدہ :

اَور ایک بات اَور ہے جو عقلاً غور کرے آدمی تو سمجھ میں آتی ہے مثال دیکھ لیں آپ لکھنو کی، اَب لکھنو میں شیعہ بھی ہیں سُنی بھی جو شیعہ ہیں وہ بھی سخت ہیں اَور جو سُنی ہیں اُن کے مقابل وہ بھی اُتنے ہی سخت ہیں اگر ایسے نہ ہو تو سارے کے سارے شیعہ ہی بنتے چلے جائیں یا سارے کے سارے سُنی ہوتے چلے جائیں مگر وہ بھی اپنی جگہ سخت یہ بھی اپنی جگہ سخت تو جب یہ صفوی دَور آیا تو اِس کے باوجود جو وہاں سنی ہیں وہ پکے سنی ہیں اَب تک وہ شیعہ نہیں ہوئے آج بھی خمینی کی حکومت ہے مذہبی حکومت ہے اِنہوں نے اپنا قانون جو ہے وہ بھی فقہ جعفری پر مبنی رکھا ہے اَور فقہ حنفی کو اُنہوں نے پرسنل لاء کے طور پر دے دیا ہے پرسنل لاء نہ کہنا چاہیے پرائیویٹ کہہ دیا جائے پرسنل لاء میں تو شاید اَنگریز نے صرف تخصیص کردی تھی کچھ معاملات کی یہ نہیں ہے بلکہ اُس میں حدود سمیت ہے ایک مستقل لاء اُن کا، ہمارے پاس یہاں اِیران سے قاضی صاحب آئے اَور دُوسرے لوگ آئے وہ سارے کے سارے اپنی جگہ پر سُنی ہیں اُن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ ایسے موقع پر تو شدت بڑھ جاتی ہے، اچھا ہندؤوں سے جب مقابلہ رہتا تھا تو کالجوں میں نماز کے لیے جگہ ضرور بناتے تھے، ہندو مندر بنائیں یا نہ بنائیں مگر وہ اپنی جگہ ضرور بناتے تھے عبادت کی اَور زیادہ کرتے تھے عبادت اُن کی ضد میں اُن کے مقابلے میں ۔ یہ تقابل ایسی چیز ہے کہ جو روکے رکھتا ہے اَور اُن نظریات کا بھی تحفظ کرتا رہتا ہے اِدھر کا بھی اَور باطل کا بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ بھی قوت پر رہتا ہے اگرچہ باطل بھی قوت پر رہتا ہے مگر جو حق ہے وہ زیادہ قوی رہتا ہے اَب لکھنو میں جو شیعہ مجتہد ہوں گے جو سب سے بڑا مرکز ہے شیعوں کا شاید پورے برصغیر میں سب سے بڑی جگہ جو ہے اِن کی وہ لکھنو ہے وہاں بڑے بڑے مجتہد ہیں اِن کے لیکن وہیں مولانا عبدالشکور صاحب (لکھنوی) مرحوم اَور دُوسرے بہت بڑے بڑے حضرات گزرے ہیں جنہوں نے شیعوں کی ناک میں دَم کردیا تھا اَور کوئی جواب اُن سے نہیں بن پاتا تھا پورے برصغیر میں اَور وہ کہتے تھے (شیعوں سے) کہ باہر سے بھی تم بُلا لو اَور اِس چیز کا جواب دو اِس چیز کا جواب دو۔ تو آج بھی وہ چھپتی ہیں چیزیں اُن (اَکابر) کی جو اُس زمانے کی ہیں۔

شیعیت کی دخل اَندازی سے اَحادیث پاک ہیں :

تو یہ کہنا اِن کا کہ شیعوں کے اَثر سے حدیث پر اَثر پڑا اَور حدیث میں یہ چیزیں آگئیں داخل ہوگئیں یہ غلط بات ہے مثالیں وہ دیتے ہیں جیسے حضرت مہدی علیہ السلام کا تصور کہ یہ شیعوں سے آگیا حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ شیعوں نے اِس تصور کو بگاڑ لیا ہے اَور جو بگڑی ہوئی شکل اُس کی اُنہوں نے اپنی مرضی سے بنائی اِتباعِ ہَوا کرکے یا اپنی کوئی سیاسی خواہشات کی بناء پر کہ ایک اِمامِ غائب مان لیا اُس کے ساتھ قرآنِ پاک غائب مان لیا اَور وہ غار میں گئے ہیں اَور (جاہل) لوگ جاتے ہیں زندگیاں گزار دیتے ہیں اُس غار کے اُوپر بہت بہت دِنوں بیٹھے رہتے ہیں کہ شاید میرے زمانے میں آجائیں۔ تو یہ تصورات جو اُن کے ہیں وہ بعد کی پیداوار ہیں (غلط اَور باطل ہیں) اَور جتنی صحیح چیزیں ہیں اِمام مہدی سے متعلق وہ (کسی خلط کے بغیر اہل سنت کی کتابوں میں) محفوظ ہیں۔

مظلوم کا مسلمانوں کے معبود کی طرف رُجوع اَور غیبی تائید :

تو بعض جنگیں جو ملحمات کے نام سے آتی ہیں وہ ہو بھی چکی ہیں اَور بہت زیادہ نقصان اُس میں ہوا ہے مسلمانوں کا علمی نقصان بھی بہت زبردست ہوا ہے بغداد میں جو سائنسی تحقیقات تھیں وہ بھی ختم ہوئیں اَور جو حدیث کے متعلق شروح وغیرہ تھیں وہ بھی جلیں کیونکہ یہ (منگولی لشکر) بالکل اُجٹ قوم تھی اِدھر بخارا وغیرہ کی طرف جو مسلمان حاکم تھا اُس نے اِن پر ظلم کیا تھا گدھے اُن کے مسلمانوں نے لے لیے پھر وہ فریاد کرنے آئے ہیں اُن کی فریاد سُننے کے بجائے اُن کو دُھتکار کر نکال دیا اُن کا مذاق کیا وغیرہ پھر اُنہوں نے اپنے طور پر رُجوع کیا اپنے معبود کی طرف جو تصور میں اُن کے ہوگا اَور جو اِن کا بڑا تھا وہ ایک طرح سے جنون جیسی کیفیت میں کھڑا رہا ہے پہاڑ پر اَور دُعاء کرتا رہا مسلسل، پھر اُسے آواز آئی کہ تم بدلہ لو اَور تمہاری مدد کی جائے گی بس وہ آواز کیا تھی اُس کی ہمت بندھ گئی اَور پھر اُس نے وہ لشکر لے کر جو قبیلے کا تھا حملہ شروع کیا وہ بڑھتے بڑھتے فوج بن گئی اَور ایسی فوج زبردست بنی کہ اُن کو دیکھ کر یہ مسلمان بھاگنے لگے یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ مسلمان فوج کے مرد نہیں لڑ سکتے تھے، ایک جگہ منگولیوں کا خیمہ تھا ایک عورت اُس کے باہر بیٹھی تھی، ستر کی تعداد میں مسلمان مرد وہاں سے گزرے اُس نے اِنہیں کہا تم لوگ کون ہو کہاں جارہے ہو؟ اِنہوں نے کہا اِس طرح جارہے ہیں اُس نے کہا کہ تم لوگ یہیں کھڑے رہنا یہاں سے بالکل نہ ہلنا اُس نے پوری قوت سے آرڈر

دے دیا یہ لوگ وہیں جَم گئے اِن کے پاؤں میں جان نہیں رہی بھاگنے کی بھی جان نہیں رہی وہ اَندر گئی تلوار لائی اَور سب کو مار دیا یہ ایک عذاب تھا جو غلط کام کرنے پر نازل ہوا۔

حضرت اِمام رازیؒ کے ساتھ اِن کا سلوک :

تو میں عرض کرر ہا تھا پہلے بھی میں نے بتایا کہ ظلم پر حکومت نہیں چل سکتی چاہے مسلمان ہی کی ہو وہ سلطنتیں تباہ ہوگئیں آبادی تباہ ہوگئی بہت بُرا حال ہوا۔ کچھ لوگ مسلمانوں کے تھے ایسے جو اُن کے ساتھ مل گئے جب غلبہ دیکھا، بہت بڑے بڑے لوگ تھے یعنی علماء وہ مل گئے اُن کے ساتھ، اپنی جان بچانے کے لیے بعض دفعہ ایسی صورت ہوجاتی ہے اَور اُنہوں نے تعارف بھی کرادیا کہ فلاں فلاں جو ہیں وہ عالم ایسے ہیں ایسے ہیں بتاتے چلے گئے، اِمام رازی رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے اُن کے بارے میں بتادیا اُن کو کہ یہ ایسے ہیں اَور بڑے عالم ہیں بڑے قابلِ قدر ہیں وغیرہ تو اُنہوں نے کہہ دیا کہ جو اِن کے گھر میں ہیں اُن کو کسی کو نہیں مارنا کچھ نہیں کہنا، اَب لوگوں کو اِس اعلان کا پتہ چل گیا وہ آبادی کے لوگ بھاگ بھاگ کر اُن کے گھر میں بھر گئے گھر تھا بڑا یا محل تھا جو بھی چیز تھی جب یہ وہاں پہنچے ہیں تو اِنہوں نے کہا ہم نے تو فقط اُن کو اَور اُن کے اہلِ خانہ کو پناہ دی ہے نکلو یہاں سے، باہر آؤ، سب کو مار دیا کسی کو بھی نہیں چھوڑا اُنہوں نے اَور کچھ نہیں کرسکتا تھا کوئی بھی، حکومت کا یہ حال ہوگیا تھا کہ بھاگتے تھے، اُن کی طاقت کا اَور خودسری، رُعب اَور قوت کا یہ حال ہوگیا کہ جسے کہتے تھے ٹھہر جا ٹھہرنا پڑتا تھا اُس کے اَندر جان نہیں رہتی تھی۔ [1]

نبی علیہ السلام کو رُعب عطا کیا گیا اِس سے آپ نے اِنصاف پھیلایا :

رسول اللہ ﷺ نے ایک جملہ فرمایا ہے اپنے بارے میں کہ مجھے رُعب دیا گیا نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ [2] ایک مہینے کی چال ایک مہینہ کے فاصلہ تک میرا رُعب چھاجاتا ہے اَب رُعب ایسی چیز ہے کہ اِس کے بعد دُوسرا آدمی کام کر نہیں سکتا اُس کے حواس جواب دے جاتے ہیں اُس کے ہاتھ پاؤں جواب دے جاتے ہیں تو گویا یہ خدا کی طرف سے تائید تھی۔ تو رُعب ایک ایسی چیز ہے کہ اگر وہ طاری ہوجائے تو کوئی چیز کام کی رہتی ہی نہیں ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اِس رُعب سے اِنصاف پھیلایا ہے اَور برداشت کیا ہے

---

[1] جیسے آج کے تمام مسلم حکمرانوں کا بھی یہود و نصارٰی کے سامنے ایسا ہی حال ہے۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

[2] بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸ و ۶۲

اَور معاف کیا ہے اِس رُعب میں آکر لوگ مان جاتے تھے بات مانتے چلے جاتے تھے زیر ہوتے چلے جاتے تھے لیکن اِس کے بعد جب وہ مغلوب ہو گئے تو پھر کچھ نہیں کہا آپ نے۔

اِن خدا کے بندوں (منگولیوں) نے ایسی حرکت کی ہے کہ نسل کُشی کی ہے اَور جہاں جہاں جو جو بستیاں آتی گئیں سب کو آگ لگادی آدمیوں کو ماردیا کوئی اِقتصادیات کا مسئلہ ہی نہیں پیدا ہوگا کوئی رہے گا ہی نہیں کھانے والا پینے والا مانگنے والا کچھ بھی نہیں سامان جو لے سکتے تھے قیمتی وہ لے لیا جو نہیں سنبھل سکتا تھا اُس کو اُنہوں نے جلادیا۔

منگولیوں کے جنرل کا حال :

اِن کا ایک جنرل تھا بہت بڑا وہ بوڑھا تھا لکھتے ہیں عجیب حال تھا اُس کا بھی یعنی میدانِ جنگ میں اُس کو ضرورت ہوئی اِجابت کی تو اُس نے بے کھٹکے سب کے سامنے اِجابت کرلی اَور اُس کی آبدست جو کرائی ہے یا صاف جو کیا ہے کسی چیز سے کپڑے وپڑے سے یا ڈھیلے سے وہ اُس کے دُوسرے خادموں نے کیا ہے اِس طرح کے عجیب وحشی لوگ تھے۔ پھر خداوندِ کریم نے اِن مسلمانوں کو ہمت دے دی یہ مصر والے ملے کچھ شام والے ملے اِنہوں نے ہمت کی پھر وہ مارا گیا اَور اُنہیں شکست ہونی شروع ہوئی ورنہ بغداد وغیرہ کو تو تباہ کردیا تھا اُس میں سائنسی تحقیقات جو یہاں کی تھیں وہ تباہ ہوگئیں اَلبتہ جو (مسلمانوں کی تحقیقات) اسپین اَور دُوسرے علاقوں میں تھیں وہ محفوظ رہیں خدا کی قدرت کہ اَب جنگ عظیم جب ہوئی ہے اَور اسپین تباہ ہوا ہے اُس کے بعد پھر وہ اِن یورپ والوں کے ہاتھ لگ گئیں اُس پر وہ ریسرچ کرتے رہے ہیں اَور اُس سے اُنہوں نے فوائد اُٹھائے ہیں بہت زیادہ۔

تو اَبودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حدیث کے راوی ہیں جو شام میں آگئے تھے اَور شام میں رہے ہیں اَور صفین سے پہلے یا صفین کے بعد اِن کی وفات ہوئی ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ہوا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اُس دور میں یا اُس سے پہلے یا اُس کے بعد کیونکہ اگر اُس دَور میں حیات تھے تو اِنہوں نے کوئی حصہ نہیں لیا کسی چیز میں اِن کا نام آتا ہی نہیں سرے سے۔ اَور لکھنے والے اِن کی تاریخِ وفات پہلے بھی لکھتے ہیں اَور کچھ بعد میں لکھتے ہیں مگر اِن کا تعلق اُس لڑائی میں طرفداری کی حیثیت سے کسی کے ساتھ نہیں رہا

بالکل، وہ یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ مَلْحَمَۃُ یعنی جنگ کے اَیام میں فُسْطَاطُ جو مسلمین کا ہوگا یعنی مسلمانوں کی پناہ گاہ جو ہوگی وہ غُوْطَۃُ میں ہوگی اِلٰی جَانِبِ مَدِیْنَۃٍ غوطہ ایک جگہ ہے جو ایک شہر کے قریب ہے اُس شہر کا نام دمشق ہے یُقَالُ لَھَا دِمَشْقُ مِنْ خَیْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ [۱] بہترین شہر ہے وہ یعنی بابرکت اَور بہتر شہر ہے۔

اِسی طرح ایک اَور روایت میں آتا ہے سَیَأْتِیْ مَلِکٌ مِّنْ مُّلُوْکِ الْعَجَمِ عنقریب آئے گا ایسا دَور کہ عجمی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ آئے گا فَیَظْھَرُ عَلَی الْمَدَائِنِ کُلِّھَا وہ غالب ہوتا چلا جائے گا تمام شہروں پر

تو چنگیزیوں نے تمام علاقہ یہاں سے وہاں تک کا فتح کیا تھا لیکن دمشق پر فتح اُن کو حاصل نہیں ہوئی تو حدیث میں آتا ہے اِلَّا دِمَشْقُ [۲] لیکن دمشق پر فتح نہیں ہوگی اُس کو حاصل وہاں گویا رُک جائے گا۔

تو اِس طرح کی چیزیں کچھ وجود میں آچکی ہیں اَور کچھ ایسی ہیں جو بعد میں آنے والی ہیں لیکن اِن جگہوں پر اِن مقامات کی فضیلت رسول اللہ ﷺ نے جو بتلائی ہے وہ منقول ہے اَور یہ باب چل رہا ہے مقامات کے فضائل کا کہ اِن مقامات میں کیا کیا فضیلتیں ہیں کس جگہ برکات ہیں کس جگہ کیا ہوگا وہ بتلائی ہیں آقائے نامدار ﷺ نے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر شر سے محفوظ رکھے اَور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب ہو، اِختتامی دُعا.......

---

[۱] مشکوۃ شریف ص۵۸۳ [۲] ایضاً ص۵۸۳

علمی مضامین سلسلہ نمبر۴۳ (قسط : ۵، آخری)

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

مسئلہ رجم

متفرق مسائل :

اگر بے حیائی کی حالت میں دیکھا گیا تو تعزیر ہوگی۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ فِیْ قَوْمٍ شَهِدُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ لَرَاَیْنَاهُ عَلٰی بَطْنِهَا لَایَزِیْدُوْنَ قَالَ یُعَزَّرُ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَلا یُعَزَّرُالشُّهُوْدُ .

(المُصنف ص ۳۸۸ ج ۷)

"لوگ کسی مرد و عورت کے بارے میں گواہی دے رہے ہوں کہ ہم نے اِسے اُس کے پیٹ پر دیکھا ہے۔ اِس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کہتے تو سفیانؒ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں اِس مرد اَور عورت کی تعزیر کی جائے گی گواہوں کی تعزیر نہ کی جائے گی۔"

اگر گواہ چار نہ ملیں تو تین بھی گواہی نہیں دے سکتے حتی کہ اگر تین گواہ ہوں چوتھا نہ ہو تو اُن کو اُلٹی سزا دی جائے گی ملاحظہ ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے مصنف میں ص ۳۸۴۔

عَنْ اَبِی الْوَضِیْٔ شَهِدَ ثَلاثٌ نَفَرٍ عَلٰی رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ بِالزِّنَا وَقَالَ الرَّابِعُ رَأَیْتُهُمَا فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَاِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الزِّنَا فَهُوَ ذٰلِکَ . فَجَلَدَ عَلَی الثَّلاثَةِ وَعَزَّرَ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ . (المُصنف لعبدالرزاق ج ۷ ص ۳۸۵)

" اَبو الوضیٔ سے روایت ہے کہ تین آدمیوں نے ایک مرد اَور ایک عورت کے بارے میں زِنا کی شہادت دی چوتھے نے کہا کہ میں نے اِن دونوں کو ایک کپڑے میں دیکھا ہے تو اگر یہ زِنا ہوتا ہے تو یہ تو ہوا ہے۔ اِس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن تینوں کے کوڑے لگائے اَور اُس مرد و عورت کو تعزیری سزا دی۔"

اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا وَجَدَ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ جَلَدَهُمَا مِأَةً کُلَّ اِنْسَانٍ مِنْهُمَا ۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کسی مرد اَور عورت کو (ناجائز) ایک کپڑے میں پاتے تھے تو اُن میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے مارا کرتے تھے۔"

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا قَدْ اَغْلَقَ عَلَیْهِمَا وَقَدْ اَرْخٰی عَلَیْهِمَا الْاَسْتَارَ فَجَلَدَهُمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِئَةً مِئَةً ۔

"حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت (بیوی) کے ساتھ ایک اجنبی شخص کو پایا اُس نے اپنا دونوں کا دروازہ بند کر کے پردہ بھی ڈال رکھا تھا۔ اِن دونوں کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سو سو کوڑے لگوائے۔"

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ بُدَیْلِ الْعُقَیْلِیْ عَنْ اَبِی الْوَضِیِٔ قَالَ شَهِدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلٰی رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ بِالزِّنَا وَقَالَ الرَّابِعُ رَأَیْتُهُمَا فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَاِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الزِّنَا فَهُوَ ذَاکَ فَجَلَدَ عَلَی الثَّلَاثَةِ وَعَزَّرَ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ ۔

(عَبْدُ الرَّزَّاقِ ص ۴۰۱ ج ہفتم واَوْرَدَهٗ قبل هذا ایضًا ص ۳۸۵)

اَبُو الْوَضِیْء عَنْ عَلِیٍّ .... یہ روایت دُوسری سند سے بھی گذر چکی ہے۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَکْحُوْلًا فَحَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا وُجِدَ فِیْ بَیْتِ رَجُلٍ بَعْدَ الْعَتَمَةِ مُلَفَّفًا فِیْ حَصِیْرٍ یَضْرِبُهٗ عُمَرُ بْنُ

اَلْخَطَّابِ مِائَةً . (عبد الرزاق ص ۴۰۱ ج۷)

''مکحول نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کو دُوسرے ایک شخص کے گھر میں رات تاریک ہوجانے کے بعد (عشاء بعد) اِس حالت میں پایا گیا کہ وہ ایک چٹائی میں لپٹا ہوا تھا اُسے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سو کوڑے لگوائے۔''

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اُتِیَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ بِرَجُلٍ وُجِدَ مَعَ امْرَأَةٍ فِیْ لِحَافٍ فَضَرَبَ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَرْبَعِیْنَ سَوْطًا وَاَقَامَهُمَا لِلنَّاسِ فَذَهَبَ اَهْلُ الْمَرْأَةِ وَاَهْلُ الرَّجُلِ فَشَکَوْا ذَالِکَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ لِاِبْنِ مَسْعُوْدٍ مَایَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ قَالَ اَوَ رَأَیْتَ ذٰلِکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ نِعِمَّا مَارَأَیْتَ فَقَالُوْا اَتَیْنَاهُ نَسْتَأْدِیْهِ فَاِذَا هُوَ یَسْئَالُهٗ .

(عبدالرزاق ص ۴۰۲ ج۷ نَسْتَأْدِیْهِ اَیْ نَسْتَعْدِیْهِ)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں پایا گیا تھا اُنہوں نے اُن میں سے ہر ایک کے چالیس چالیس کوڑے لگوائے اَور اُنہیں لوگوں کے سامنے کھڑا کیا (تاکہ دُوسروں کو عبرت ہو لیکن یہ سزاء قرآن وحدیث میں ایسے جرم پر موجود نہ تھی اُنہوں نے اپنے اِجتہاد سے اُنہیں یہ سزاء دی تھی اِس لیے) اُس عورت و مرد کے لواحقین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی حضرت عمرؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ واقعی میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری رائے ایسے واقعات کے بارے میں یہی ہے اُنہوں نے کہا جی ہاں! حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بہترین رائے ہے یہ (شکایت لے جانیوالے) لوگ کہنے لگے کہ ہم تو اُن کے پاس آئے تھے کہ ہم اُن سے زیادتی کا بدلہ لیں تو ہمارے سامنے یہ آرہا ہے کہ وہ (اُلٹے) اُن سے ہی اِس مسئلہ میں رائے پوچھ رہے ہیں۔''

شرعی کوڑے :

یہاں اِس بیان میں کوڑوں کا ذکر آیا ہے اِس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بتلا دیا جائے کہ شریعت میں کس قسم کے کوڑے کا اَور کس طرح استعمال بتلایا گیا ہے کیونکہ شریعت میں کوڑوں کا مقصد اُس مجرم کو ذلیل و بے عزت کرنا ہے اِس لیے اِس کے بارے میں ہدایات جاری فرمائی گئیں حدیث میں آتا ہے کہ :

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِسَوْطٍ جَدِیْدٍ عَلَیْہِ ثَمْرَتُہٗ فَقَالَ لَا سَوْطَ دُوْنَ ھٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ مَکْسُوْرٍ اَلْعَجْزِ فَقَالَ لَا سَوْطَ فَوْقَ ھٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ بَیْنَ السَّوْطَیْنِ فَاَمَرَ بِہٖ فَجَلَدَ . (المصنف لعبدالرزاق ص ٣٦٩ ج ٧)

''جنابِ رسول اللہ ﷺ نے نیا کوڑا منگایا اُس پر اُس کی تیزی (گھِسنے کی صلاحیت) زیادہ تھی۔ فرمایا یہ نہیں پھر دُوسرا کوڑا لایا گیا اُس کا آخری سرا ٹوٹا ہوا تھا۔ فرمایا نہیں اِس سے بہتر ہو۔ پھر درمیانی درجہ کا لایا گیا۔ اِس سے آپ نے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی عمل کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اِس سے مارو ہاتھ اِتنا نہ اُٹھاؤ کہ تمہاری بغل نظر آئے اَور ہر عضو پر مارو۔ حدیث کی عبارت یہ ہے :

فَاَمَرَ بِسَوْطٍ فَجِیئَ بِسَوْطٍ فِیْہِ شِدَّۃٌ فَقَالَ اُرِیْدُ اَلْیَنَ مِنْ ھٰذَا. فَاُتِیَ بِسَوْطٍ فِیْہِ لِیْنٌ فَقَالَ اُرِیْدُ اَشَدَّ مِنْ ھٰذَا قَالَ فَاُتِیَ بِسَوْطٍ بَیْنَ السَّوْطَیْنِ فَقَالَ اضْرِبْ بِہٖ وَلَا یُرٰی اِبِطُکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّہٗ.

(عبدالرزاق ص ٣٧٠)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اِسی طرح کا حکم فرمایا اُنہوں نے جلّاد کو مزید ہدایت کی کہ وہ چہرہ اَور شرمگاہ پر نہ مارے۔ عبارت یہ ہے :

اُتِیَ عَلِیًّا رَجُلٌ فِیْ حَدٍّ فَقَالَ اِضْرِبْ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّہٗ وَاجْتَنِبْ وَجْھَہٗ وَمَذَا کِیْرَہٗ ۔(عبدالرزاق ص ٣٧٠)

ہدایہ میں ہے :

یَأْمُرُ الْاِمَامُ بِضَرْبِہٖ بِسَوْطٍ لَا ثَمْرَۃَ لَہٗ ضَرْبًا مُتَوَسِّطًا لِاَنَّ عَلِیًّا لَمَّا اَرَادَ اَنْ

يُقِيمَ الْحَدَّ كَسَّرَ ثَمُرَتَهٗ . (الهدايه ص ۵۰۹)

''یعنی اِمام (حاکم) اُسے ایسے کوڑے سے مارنے کا حکم کرے گا جس میں ثمرہ نہ ہو (سخت گرہ دار نہ ہو اَور نہ ہی دُہرا ہو) (اَور) درمیانی درجہ کی مار کا حکم دے گا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حد لگانے کا اِرادہ فرمایا تو کوڑے کے ثمرہ کی شدت ختم کر کے حد لگائی تھی۔''

وَالْمُتَوَسِّطُ بَيْنَ الْمُبَرِّحِ وَغَيْرِ الْمُؤْلِمِ لِإِفْضَاءِ الْاَوَّلِ اِلَى الْهَلَاكِ وَخُلُوِّ الثَّانِىْ عَنِ الْمَقْصُوْدِ . (الهدايه ص ۵۰۹)

''اَور درمیانی مار کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ شدید ہو اَور نہ ایسی ہو کہ تکلیف بھی نہ پہنچے کیونکہ پہلی صورت تو ہلاکت کا باعث ہوسکتی ہے اَور دُوسری صورت میں مقصود حاصل نہ ہوگا۔''

وَيُنْزَعُ عَنْهُ ثِيَابُهٗ مَعْنَاهُ دُوْنَ الْاِزَارِ . (الهدايه ص ۵۱۰)

''اُس کے کپڑے اُتار دیے جائیں گے اِس کا مطلب یہ ہے کہ تہبند بندھا رہے گا۔''

وَيُفَرَّقُ الضَّرْبُ عَلٰى اَعْضَائِهٖ اِلَّا رَأْسَهٗ وَ وَجْهَهٗ وَ فَرْجَهٗ لِاَنَّ الْجَمْعَ فِىْ عُضْوٍ وَاحِدٍ قَدْ يُفْضِىْ اِلَى التَّلَفِ وَالْحَدُّ زَاجِرٌ لَامُتْلِفٌ .

''اَور مار اُس کے تمام اَعضاء پر لگائی جائے گی سوائے چہرہ، سر اَور شرمگاہ کے کیونکہ ایک ہی جگہ پر مارنے سے کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ عضو ہی ناکارہ ہو جائے (یا آدمی مر جائے اَور حد کا مقصد زجر (برائی سے سختی کے ساتھ روکنا) ہے نہ کہ اِتلاف۔''

وَيُضْرَبُ فِى الْحُدُوْدِ كُلِّهَا قَائِمًا غَيْرَ مَمْدُوْدٍ (الهدايه ص ۵۰۹ . ۵۱۰)

''اَور تمام حدود میں کھڑا کر کے حد جاری کی جائے گی نہ کہ لٹا کر۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حد جاری کرنے کے لیے ایک شخص کو معین فرمالیا کرتے تھے۔ اَور عبید اللہ بن اَبی ملیکہ حد لگایا کرتے تھے اِسی حدیث میں مکہ مکرمہ میں حضرت محرزؓ بن حارثہ کا عمل بھی بتلایا گیا ہے اَور وہاں بھی اُس وقت عبید اللہ ہی نے جلاد کے فرائض اَنجام دیے۔

وَاَمِيْرُ مَكَّةَ يَوْمَئِذٍ مُحْرِزُ بْنُ حَارِثَةَ ثُمَّ قَالَ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اِذَا

اَرَدْتَّ اَنْ تَجْلِدَ فَلا تَجْلِدْ حَتّٰی تَدُقَّ ثَمْرَةَ السَّوْطِ بَیْنَ حَجَرَیْنِ حَتّٰی تُلَیِّنَھَا . (عبدالرزاق ص ۳۷۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے :

ثُمَّ اَمَرَ بِسَوْطٍ فَدُقَّتْ ثَمْرَتُهٗ حَتّٰی اٰضَتْ لَهٗ مَخْفَقَةً یَعْنِیْ صَارَتْ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِلْجَلَّادِ اِضْرِبْ وَارْجِعْ یَدَکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ قَالَ فَضَرَبَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ وَاَوْجَعَهٗ قَالَ قُلْتُ یَا اَبَامَاجِدٍ مَاالْمُبَرِّحُ؟ قَالَ اَلضَّرْبُ الْاٰمَرُّ قَالَ فَمَا قَوْلُهٗ لا یَتَمَتّٰی قَالَ یَعْنِیْ یَتَمَطّٰی وَلَا یُرٰی اِبِطُهٗ قَالَ فَاَقَامَهٗ فِیْ قَبَاءٍ وَسَرَاوِیْلَ .

''پھر آپ نے حکم فرمایا کہ کوڑا لائیں پھر اُس کی دھار کو کوٹ دیا گیا حتی کہ وہ دِرّہ (ہلکی مار کا کوڑا) ہو گیا...............۔''

حدِّ قَذَفْ (کسی پر زِنا کا غلط اِلزام لگانے کی حد) اَور شراب کی حد لگاتے وقت کپڑے نہ اُتارے جائیں گے۔ زِنا کی حد میں صرف تہبند اُس کے بدن پر چھوڑا جائے گا باقی کپڑے اُتار لیے جائیں گے۔

''حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ نے فرمایا کہ حد قذف میں اگر مجرم نے پوستین یا روئی وغیرہ بھرا ہوا کپڑا ابھی پہن رکھا ہوگا تو وہ اُتار دیا جائے گا اَور قمیص کے اُوپر چادر اَوڑھ رکھی ہوگی تو چادر اُتار کر قمیص رہنے دی جائے گی۔'' (عبدالرزاق ص ۳۷۴)

عورت کے کپڑے نہ اُتارے جائیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا :

اِذْھَبَا فَاضْرِبَاھَا وَلَا تَخْرِقَا جِلْدَھَا . (عبد الرزاق ص ۳۷۵ ج ۷)

''جاؤ اِسے حد لگاؤ اَور اِس کی کھال مار سے مت پھاڑنا۔''

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ تُضْرَبُ الْمَرْأَةُ جَالِسَةً وَالرَّجُلُ قَائِمًا فِی الْحَدِّ.

(عبدالرزاق ص ۳۷۵ ج ۷)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت کو بٹھا کر اَور مرد کو کھڑا کر کے حد لگائی

جائے گی۔"

خیال آیا کہ آخر میں اِن اقوال و روایات کی مؤید روایات مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کر دی جائیں وہ یہ ہیں :

یہ بغیر ترجمہ علماء کرام کے لیے لکھی جا رہی ہیں کیونکہ یہ کتاب دستیاب نہیں۔

(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعٰوِیَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ اُتِیَ عُمَرَ بِرَجُلٍ فِیْ حَدٍّ فَاُتِیَ بِسَوْطٍ فَقَالَ اُرِیْدُ اَلْیَنَ مِنْ هٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ فِیْهِ لِیْنٌ فَقَالَ اُرِیْدُ اَشَدَّ مِنْ هٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ بَیْنَ السَّوْطَیْنِ فَقَالَ اِضْرِبْ وَلَایُرٰی اِبِطُکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ .

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ اَبِی الْحَرْثِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ مَاجِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ دَعَا جَلَّادًا فَقَالَ اِجْلِدْ وَارْفَعْ یَدَکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍحَقَّهٗ قَالَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ .

(۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْمُهَاجِرِبْنِ عُمَیْرَةَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اُتِیَ بِرَجُلٍ سَکْرَانَ اَوْ فِیْ حَدٍّ فَقَالَ اِضْرِبْ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ وَاتَّقِ الْوَجْهَ وَالْمَذَاکِیْرَ .

ابن اَبی شیبہؒ ایک مستقل باب میں فرماتے ہیں: (باب) "فِی السَّوْطِ مَنْ یَّأْمُرُ بِهٖ اَنْ یُّدَقَّ"

(۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ عَنْ حَنْظَلَةَ السَّدُوْسِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ کَانَ یَقُوْلُ کَانَ یَأْمُرُ بِالسَّوْطِ فَتُقْطَعُ ثَمُرُهٗ ثُمَّ یُدَقُّ بَیْنَ حَجَرَیْنِ ثُمَّ یُضْرَبُ بِهٖ فَقُلْتُ لِاَنَسٍ فِیْ زَمَانٍ مَنْ کَانَ هٰذَا قَالَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ .

(۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ اَبِی الْحَرْثِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ مَاجِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ دَعَا بِسَوْطٍ فَدَقَّ ثَمُرَتَهٗ حَتّٰی اُصِیْبَ لَهٗ مَخْفَقَةٌ وَدَعَا الْجَلَّادَ فَقَالَ اِجْلِدْ .

تابعین کا عمل :

(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ شَهِدْتُّ الشَّعْبِیَّ وَضَرَبَ نَصْرَانِیًّا قَذَفَ مُسْلِمًا فَقَالَ اِضْرِبْ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ وَلَا تُرَیَنَّ اِبِطُکَ .

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ یُضْرَبُ الزَّانِیْ ضَرْبًا شَدِیْدًا وَیُقَسَّمُ الضَّرْبُ بَیْنَ اَعْضَائِهٖ .

(۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَدُّ الزِّنَا اَشَدُّ مِنْ حَدِّ الْخَمْرِ وَالْخَمْرُ وَالْفِرْیَةُ وَاحِدٌ .

(۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ یُضْرَبُ الزَّانِیْ اَشَدُّ مِنْ ضَرْبِ الشَّارِبِ وَیُضْرَبُ الشَّارِبُ اَشَدُّ مِنْ ضَرْبِ الْقَاذِفِ . (ابن ابی شیبة کتاب الحدود ص ۸۲۲،۸۲۳)

(۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ اَصَابَ حَدًّا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ جَدِیْدٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ دُوْنَ هٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ مُنْکَسِرٍ مُنْتَشِرٍ فَقَالَ فَوْقَ هٰذَا فَاُتِیَ بِسَوْطٍ قَدْ دَنَتْ یَعْنِیْ قَدْ لُیِّنَ فَقَالَ هٰذَا.

(مُصنف ابنِ ابی شیبه ج ۳ ص ۸۲۳ النُسخة الخطیة)

زِنا کی سزا میں حد زیادہ شدت سے جاری کی جائے گی قذف (بہتانِ زنا) میں اِس سے ہلکی اَور شراب میں اِس سے بھی ہلکی مار ہوگی۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَلزِّنَا اَشَدُّ مِنْ حَدِّ الْقَذْفِ وَالْقَذْفُ اَشَدُّ مِنَ الشُّرْبِ .

مگر قذف کی صورت میں بھی مارنے والا ہاتھ زیادہ نہ اُٹھائے گا۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَمَّا الْفِرْیَةُ فَیُجْلِدُ وَلَا یَرْفَعُ یَدَهٗ . (عبدالرزاق ص ۳۶۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراب پینے والے شخص کو سزا دیتے وقت ہدایت فرمائی :

اِضْرِبْ وَدَعْ يَدَيْهِ يَتَّقِيْ بِهِمَا . (عبدالزاق ص ۳۷۰)

''اِسے مارو اور اِس کے ہاتھ اپنی حالت پر رہنے دو کہ اِن سے اپنے آپ کو بچاتا رہے۔''

نیز اِسلام نے یہ قاعدہ بتلایا ہے کہ جو حد جاری کی جائے گی وہ سرِ عام ہو گی تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اَور جرم کی عادت نہ اِختیار کریں۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (پ ۱۸ سورۃ النور رکوع ۱)

اَور اِسی طرح سعودی عرب میں تو آج کل بھی عمل ہے کہ سزا سرعام دی جاتی ہے۔ اِسلام میں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ ہر قسم کے مجرم کو توبہ کی تلقین کی جائے گی۔

(۱) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ بَعْضُ عُلَمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اِنَّهُمْ لَايَخْتَلِفُوْنَ اَنَّهٗ يُسْتَتَابُ كُلُّ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ اَوْ زَنٰى اَوِافْتَرٰى اَوْ شَرِبَ اَوْ سَرَقَ اَوْ حَرَبَ . (عبدالرزاق ص ۳۸۹)

''عبدالملک بن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اہلِ مدینہ کے بعض علماء نے بتلایا کہ اِس بات پر وہ سب متفق ہیں کہ ہر اُس شخص سے جس نے لواطت کی ہو یا زِنا کیا ہو یا بہتان طرازی کی ہو یا شراب پی ہو یا چوری کی ہو یا بغاوت کی ہو (لڑا ہو) کہ اُسے توبہ کرائی جائے گی۔''

(۲) قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَاَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ سُنَّةُ الْحَدِّ اَنْ يُّسْتَتَابَ صَاحِبُهٗ اِذَا فُرِغَ مِنْ جَلْدِهٖ.

''حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب کوڑے لگا دِیے جائیں تو اُسے توبہ کی تلقین کر کے توبہ کرائی جائے۔''

(۳) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجِ وَالثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَجُلٍ سَرَقَ شَمْلَةً فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا قَدْ سَرَقَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا اِخَالُهٗ يَسْرِقُ. اَسَرَقْتَ؟ قَالَ نَعَمْ! قَالَ فَاذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْا يَدَهٗ ثُمَّ اَحْسِمُوْهَا ثُمَّ ائْتُوْنِیْ

بِہٖ فَاَتَوْا بِہٖ فَقَالَ تُبْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ . (عبدالرزاق ص ۳۸۹)

''محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبانؒ نے فرمایا جنابِ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے اَوڑھنے کی بڑی چادر چرائی تھی۔ عرض کیا گیا کہ اے رسول اللہ ﷺ اِس نے چوری کی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ یہ چوری کرتا ہو۔ کیا تو نے چوری کی ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا اِسے لے جاؤ اِس کا ہاتھ کاٹ کر داغ دو (خون بند کرنے کے لیے) پھر اِسے میرے پاس لاؤ بعد میں اُسے آپ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے توبہ کر۔ اُس نے کہا ''میں خدا سے توبہ کرتا ہوں'' جنابِ رسول اللہ ﷺ نے (اللہ کے حضور عرض کیا) اے اللہ! اِس کی توبہ قبول فرما۔''

(۴) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ اَیُّوْبَ مِثْلَہٗ .

اِسی طرح کی روایت حضرت اَیوب سَختیانیؒ سے بھی۔

(۵) عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَطَعَ رَجُلًا ثُمَّ اَمَرَ بِہٖ فَحُسِمَ وَقَالَ تُبْ اِلَی اللّٰہِ فَقَالَ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ .

(عبدالرزاق ص ۳۹۰ ج ۷)

اَور اِبْنِ الْمُنْکدرؒ سے بھی ہے۔ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تک۔

حامد میاں غفرلہٗ

۱۷؍رجب ۱۴۰۱ھ/ ۲۲؍مئی ۱۹۸۱ء جمعہ

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور نمبر۲

قسط : ۱۱

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ

مخالفین کے ساتھ :

اِس عنوان کو پیش کرنے میں مجھے غیر معمولی اُلجھنوں اَور کشمکش کا سامنا کرنا پڑا ہے جس کی وجہ سے اِس عنوان کو کافی تاخیر سے لکھا۔ حضرتؒ کی سیرت کا تقاضا تھا کہ اِس عنوان کو پیش کرنا چاہیے لیکن حضرت شیخ الاسلامؒ کے اَخلاق اَور تعلیماتِ اِسلامی کا تقاضا تھا کہ جو کچھ ہو چکا ہو چکا۔ چونکہ حضرتؒ نے اپنے مخالفین اَور معاندین کو راحت اَور نفع پہنچایا ہے اِس لیے سیرت نگار کو بھی لازم ہے کہ حضرتؒ کے اِس گوشۂ حیات کو پیش کرنے میں اِیذا رسانی کا سبب نہ بنے۔ اِس وجہ سے ہم نے اُن تمام واقعات کو حذف کر دیا ہے کہ جن سے اَدنیٰ درجہ کی اِیذا کا وہم بھی تھا لیکن واقعات اَور حالات کی نوعیت بیان کرنے کے سلسلے میں ملک کے مایہ ناز عالم مولانا سیّد اَبوالحسن علی صاحب ندویؒ کے بیان کا اِقتباس پیش کرتا ہوں، مولاناؒ فرماتے ہیں :

"مولانا کی اِس صفت اَور خصوصیت کا اَندازہ اُن کے مکارمِ اَخلاق سے ہوتا ہے دُوسروں کو حتی کہ معاندین ومخالفین کو نفع پہنچانے کی کوشش کرتے۔ خود تکلیف برداشت کر رہے ہیں لیکن دُوسروں کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کی فکر کر رہے ہیں۔ اَور یہی نہیں جنھوں نے اُن کو تکلیفیں پہنچائیں مولانا نے اُن کے ساتھ سلوک اَور اِحسان کیا اَور ہمیشہ نفع رسانی اَور خدمت کی فکر میں رہتے اَور جب بھی اَور جس طرح بھی موقع ملا اُس کو نفع اَور آرام پہنچایا ہے، دُوسروں سے اگر اُس کو کام پڑا ہے تو سفارش کی ہے خود جا سکے تو جا کر کی ہے، پیغام کے ذریعہ ممکن ہوا تو پیغام بھیجا ہے براہِ راست مخالفین کو ضرورت پڑی تو اُن کی ضرورت پوری کی اَور اُن کے عزیزوں میں سے کسی کو ضرورت ہوئی تو اُن

کی کاربرآری کی اَور اُن کے واسطے اپنے معاندین کی راحت رسانی کی اُنہوں نے اپنے مخالفین ومعاندین کو معاف بھی کیا ہے اَور اُن کے لیے دُعا بھی کرتے تھے۔''

(اَخبار مدینہ ۹/جنوری ۱۹۵۸ء)

مولانا ندوی صاحبؒ نے اِس مختصر عبارت میں اِس بات کے سینکڑوں واقعات کی طرف اِشارہ کر دیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے مخالفین کی شرمناک اَور مجنونانہ ریشہ دوانیاں اِس قدر ہیں کہ اُن پر ایک مستقل رسالہ مرتب ہوسکتا ہے اَور اگر رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں اِن واقعات کو دیکھا جائے تو ہر واقعہ رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا ملے گا وہی عفو وکرم وہی خیر خواہی اَور ویسی ہی دُعا اَور راحت رسانی اَور کاربرآری کے اَچھوتے نمونے حضرت شیخ الاسلامؒ کی حیات میں ملیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس باب میں بھی حضرت شیخ الاسلامؒ حضور علیہ السلام کی سنت کے کامل متبع ہیں۔

جنات کے ساتھ :

ایک دِن صبح کی نماز میں جناب رسول اللہ ﷺ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جنات کی ایک جماعت اُدھر سے گزری۔ صبح کے سُہانے وقت میں قرآنِ پاک کے دِلکش الفاظ اَور رسول اللہ ﷺ کی پیاری آواز نے اُن کے دِلوں کو موہ لیا اَور خدائی کلام نے اُن کے دِل میں گھر کر لیا۔ اِس واقعہ کو قرآنِ پاک نے اِس طرح بیان کیا ہے :

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْآ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ . (سُورۃ الجن)

''آپ فرمادیں کہ میری طرف وحی آئی ہے کہ اِس کلام کو جنات کی ایک جماعت نے سن کر کہا کہ ہم نے قرآنِ عجیب کو سنا جو کہ بھلائی کی ہدایت کرتا ہے پس ہم اِس پر ایمان لے آئے ہیں۔''

لوگ آج کل جنات کے مسخر کرنے کے لیے طرح طرح کے عملیات کرتے ہیں اَور مشقتیں اُٹھاتے ہیں مگر کچھ نہیں ہوتا لیکن اللہ والوں کے یہاں جنات خادمانہ حاضر ہوتے ہیں اَور رُشدو ہدایت پاتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے درسِ حدیث میں جنات بھی شریک ہوتے تھے چند مرتبہ ایسا اِتفاق ہوا ہے کہ کسی

حدیث پر تقریر کرتے کرتے حضرت پشت کی جانب رُخ کر کے فرماتے ''اِیں'' گویا کہ کسی کا سوال سن رہے ہیں۔

حضرتؒ کے رفیقِ خاص حضرت مولانا محمد جلیل صاحب فرماتے ہیں کہ :

''متعدد مرتبہ حضرتؒ کی معیت میں متعدد جنات سے ملاقات ہوئی اُن جنات میں حضرت اِمامِ اَعظم اَبوحنیفہؒ کے زمانہ تک کے جنات سے ملاقات کر چکا ہوں لیکن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے جنات سے ملاقات نہیں ہوئی۔''

حقیقت یہی ہے کہ جنات اَور اَرواحِ مقدسہ سے ملاقات کرنا کچھ بھی مشکل نہیں بلکہ اَنبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اَور حضور ﷺ کی مجلس شریف میں حالتِ بیداری میں حاضر ہونا بھی دُشوار نہیں، ہاں کچھ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اَفسوس کہ آج کل لوگ اِس قسم کے مجاہدے اَور ریاضتیں نہیں کرتے بلکہ عملیات، تعویذ گنڈوں کے پیچھے اپنی عمر کو برباد کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے زمانۂ جاہلیت کے اِس بدترین مشغلہ تعویذ گنڈے ہی کو اپنا محبوب مشغلہ قرار دیا ہے وہ خود بھی گمراہ ہیں اَور قوم کو بھی گمراہ کرتے ہیں ایسے لوگوں سے اِجتناب کرنا لازمی اَور ضروری ہے۔ بلا شبہ یہ لوگ قوم کے جسم میں ایک زہریلا ناسُور ہیں کہ جس نے پوری قوم کو ہمیشہ تباہ کیا ہے اَور اَب بھی تباہ کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ! ایسے ایسے عملیات کرتے ہیں جو حرام ہیں اگر اُن لوگوں کو یہی مشغلہ عزیز ہے تو قرآنی حدیثی عملیات بہت کافی ہیں مختلف رسائل اِس عنوان پر موجود ہیں تو پھر کیا ضرورت ہے کہ اَعداد کے نقش بھرے جائیں جبکہ اَعداد کے نقوش کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اُمید ہے کہ اِس مختصر نوٹ ہی کو کافی سمجھا جائے گا۔ تفصیل کے لیے یہ موقع نہیں ہے۔

اِکرامِ ضَیف :

سنتِ پیغمبراں اَور اَخیار کی خصوصیت اہلِ عرب کی خصلت اِکرامِ ضیف ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ .(او کما قال)

''جو شخص اللہ تعالیٰ اَور آخرت کے دِن پر اِیمان رکھتا ہے اُس کو مہمان کا اِکرام کرنا چاہیے۔''

اَحادیث کی کتابوں میں مہمان اَور میزبان کے متعلق بکثرت اَحادیث موجود ہیں لیکن اگر ہم اُن اَحادیث کی روشنی میں اپنی حالتوں کا جائزہ لیں تو نہ ہم سے مہمان بننا آتا ہے اَور نہ میزبان۔

جہاں ہماری بہت سی اِسلامی عادتیں اِنحناط پذیر ہوئی ہیں اَور ہمارے بہت سے اِسلامی اَخلاق کو گھن لگا ہے اُن میں سے ایک مہمانی اَور میزبانی بھی ہے۔ میرے نزدیک اِس مرض کا ایک ہی سبب سمجھ میں آیا ہے وہ ہے اِسلامی علوم اَور روایات سے عدمِ واقفیت۔ علم اَور علماء کی صحبت سے نفرت جہالت اَور جاہل پیروں کا غلبہ کہ جو یکسر علومِ اِسلامیہ اَور اَخلاقِ حسنہ سے کورے ہوتے ہیں جو کھانا جانتے ہیں کھلانا نہیں جانتے نتیجۃً اِس کا یہ ہوتا ہے کہ اِن جہلاء کی صحبت میں رہ کر عوام کا مزاج تو بگڑتا ہی ہے خواص بھی اُن کے کردار سے نفرت کرتے ہیں۔ باوجود اِس تاریکی کے حضرت شیخ الاسلامؒ کی شخصیت اُس زمانہ میں روشنی کا منارہ تھی چنانچہ سنتِ اِبراہیمی (مہمان نوازی) پر آپ اِس مضبوطی سے عامل رہے کہ نظیر قائم کردی، دُنیا میں سینکڑوں بزرگ اَور اَولیاء اللہ پیدا ہوئے جو کہ بہمہ صفت موصوف تھے لیکن سنتِ اِبراہیمی (مہمان نوازی) کا اِتنا اہتمام جتنا ہمارے حضرتؒ کے یہاں تھا بہت کم ملتا ہے۔

اِس زمانے میں جبکہ مہمان کی صورت دیکھ کر اچھے اچھوں کو بخار چڑھ آتا ہے اَور بغلیں جھانک کر کترانے کی کوشش کرتے ہیں آپؒ مہمان کی صورت دیکھ کر باغ باغ ہوجاتے تھے حقیقتاً آپ مہمان کو محبوب اللہ تعالیٰ کا تحفہ سمجھتے تھے مہمان کی ذراسی تکلیف گوارہ نہ تھی، آپ کا فرمانا تھا کہ جس نے میرے مہمان کو تکلیف پہنچائی میں اُس کو معاف نہ کروں گا چاہے میرے علم میں آئے یا نہ آئے۔

آپ سفر میں ہوں یا حضر میں ہر وقت آپ کے دسترخوان پر مہمانوں کا ہجوم رہتا تھا۔ جیل میں بھی (جب کچھ اَور نہیں ہو پاتا تو) تمام قیدیوں کو اپنے دسترخوان پر بُلا کر بٹھلا لیتے اَور ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے چنانچہ اَچاریہ کرپلانی نے رام لیلا گراؤنڈ کے تعزیتی جلسہ میں حضرت شیخ الاسلامؒ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"میں اُن کے ساتھ جیل میں رہا ہوں اُن کا ڈھنگ نرالا تھا اکیلے کبھی کھانا نہ کھاتے تھے بلکہ دُوسرے معمولی قیدیوں کو بھی شامل کر لیتے تھے۔" (الجمعیۃ ٦/دسمبر ١٩٥٧ء)

پھر مہمانوں کے لیے نہ کوئی وقت تھا نہ قاعدہ (جیسا کہ بعض جگہ ہوتا ہے) جس وقت بھی مہمان آتا

گھر میں جو کچھ موجود ہوتا مہمان کے سامنے لاکر رکھ دیا جاتا۔ عالم، جاہل، شہری، دیہاتی غرض کہ ہر قسم کے مہمان آتے آپ نہایت خندہ پیشانی سے اُن کا خیر مقدم کرتے اَور ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلاتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مہمان آیا جس کے کپڑوں میں سے بھی بدبو آتی تھی اَور بے شمار جوئیں بھی تھیں، مہمان خانہ میں کوئی پاس نہ پھٹکنے دیتا لیکن حضرتؒ نے اُس کو اپنے برابر بٹھلا کر کھانا کھلایا اَور منہ ہاتھ صاف کرنے کے لیے اپنا تولیہ عنایت فرمایا۔ چنانچہ حضرتؒ کے کپڑوں پر چند جوئیں بھی چڑھ گئیں جن کو آپ نے اَندر تشریف لے جا کر صاف کرایا۔

کمیونسٹ لیڈر ڈاکٹر محمد اَشرف صاحب تحریر فرماتے ہیں :

"دیوبند کے قیام کی غالبًا چوتھی شام تھی کہ میں اپنے بستر پر دراز تھا رات کے دس بج چکے تھے گھومنے پھرنے کی وجہ سے کچھ تھکن زیادہ تھی چنانچہ لیمپ گل کیا اَور سونے لگا دروازہ کھلا تھا مجھے کچھ غنودگی تھی میں نے ایک ہاتھ اپنے ٹخنے پر محسوس کیا پھر دونوں ہاتھوں سے کسی نے میرے پاؤں دبانا شروع کر دیے میں چونکنا ہو گیا دیکھتا ہوں کہ مولانا بہ نفسِ نفیس اِس گنہگار کے پاؤں دبانے میں مصروف تھے الخ۔" (شیخ الاسلام نمبر ص ۲۹)

غرض کہ اِس قسم کے متعدد واقعات مہمانوں کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے۔

دستر خوان اِتنا وسیع تھا کہ دس بیس ہی نہیں بلکہ دو دو سو اَور تین تین سو مہمان ہو جاتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے درِ دولت سے کوئی مہمان بھوکا آیا ہو، اگر کوئی مہمان کھانے کے وقت دستر خوان پر نہ ہوتا تو تلاش کراتے تھے۔ آپ ہمیشہ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اَور آخر تک (سنت کے مطابق) کھاتے رہتے تھے اگرچہ مشکل سے ایک یا دو چپاتی کھاتے ہوں گے، اپنے کھانے اَور مہمانوں کے کھانے میں یکسانیت رکھتے تھے، اگر کبھی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے پرہیزی کھانا بکری کا گوشت وغیرہ تیار ہوتا تو اُس کو بھی مہمانوں کے سالن میں ملا دیتے۔ مئی ۱۹۵۷ء میں جب آپ پر لُو کا حملہ ہوا اَور کئی دن پرہیزی کھانا کھاتے ہو گئے تو ایک دِن فرمایا کہ آج تو پرہیز توڑیں گے مہمانوں کے ساتھ کھائے ہوئے کئی دِن ہو گئے ہیں۔

میں جہاں ہوں تیرے خیال میں ہوں　　　تو جہاں ہے میری نگاہ میں ہے

ہر وقت مہمانوں کی راحت و آرام کا خیال رکھتے تھے، سردی و گرمی کے بستر، چار پائیاں، مچھر دانیاں تک مہمانوں کے لیے مہیا فرما کر رکھی تھیں۔ مستند ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ایک مرتبہ سردیوں کے موسم میں مہمانوں کی اِتنی زیادتی ہوئی کہ تمام لحاف وبچھونے ختم ہوگئے تب آپ نے اپنے اِستعمال کا بستر بھی مہمانوں کے لیے باہر بھیج دیا اَور رات اَنگیٹھی کے سامنے گزاری۔

ایک مرتبہ رمضان المبارک ٹانڈہ میں آپ نے مہمان سے اِرشاد فرمایا یہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے اَور آپ لوگ دُور دَراز سے آتے ہیں اَور میں آپ کی کچھ بھی خدمت نہیں کر پاتا۔ چنانچہ مولانا اَصغر علی صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ پر تو اِن مہمانوں کا بھی احسان ہوگا، آپ نے اِرشاد فرمایا بے شک اِن حضرات کا مجھ پر بڑا احسان ہے جو یہ لوگ تشریف لاتے ہیں اَور میں اِن کی کچھ بھی خدمت نہیں کر پاتا۔

یہ حال اُس وقت ہے جبکہ مہمانوں کے لیے بہترین قسم کی افطاری، برف کا پانی، کھانے کے لیے اچھا کھانا، چائے وغیرہ سب چیزیں موجود ہوتی تھیں، ایک دفعہ رمضان شریف میں خدام میں سے کسی نے عرض کیا کہ آج کل خشکی اَور گرمی زیادہ ہے سحری میں تھوڑا دُودھ نوش فرما لیا کیجئے، آپ نے اِرشاد فرمایا کیا سب مہمانوں کے لیے دُودھ کا اِنتظام ہو جائے گا چونکہ ٹانڈہ میں اِتنی کثیر مقدار میں دُودھ فراہم ہونا مشکل تھا لہٰذا یہ طے پایا کہ سحری میں چاول یا کھیر وغیرہ تیار کرادی جائے اَور اُس میں کچھ دُودھ بھی ڈال دیا جائے چنانچہ یہی اِنتظام ہوا، حضرتؒ بھی سحری میں یہی اِستعمال فرماتے تھے۔

جب کہیں سے کوئی کھانے پینے کی چیز بطورِ ہدیہ یا تحفہ آتی آپ فوراً ہی اُسے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے، سالانہ مدینہ منورہ سے کھجوریں آتیں آپ ہندوستان بھر میں اپنے متعلقین کو تقسیم کرادیتے اَور سب مہمانوں اَور طلباء کو عنایت فرمادیتے۔

ریل گاڑی میں سفر کرتے وقت بھی ڈبہ میں جو دُوسرے مسافر ہوتے آپ اُن کو دسترخوان پر بُلا کر بٹھلاتے اَور کھانا کھلاتے تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ کسی دُوسرے ڈبہ میں ہیں اَور طلباء (زمانہ تعطیل میں گھر جاتے وقت) دُوسرے ڈبے میں ہیں تو آپ طلباء کے لیے وہاں سے کھانا بھجواتے تھے۔ اگر اسٹیشن پر کوئی صاحب آپ کے لیے چائے یا کوئی دُوسری چیز لاتے آپ طلباء کو اُس میں برابر شریک کرتے تھے غرض کہ آپ کی مہمان نوازی ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ (جاری ہے) ✡ ✡ ✡

حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۲ ربیع الثانی مطابق ۲۸ مارچ کو جامعہ مدنیہ جدید میں اَساتذہ اَور طلباء کی تعزیتی مجلس سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے خطاب فرمایا جس کی اَفادیت کے پیشِ نظر بطورِ تعزیت پیش کیا جا رہا ہے۔ (اِدارہ)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

آج ہم سب اِس لیے جمع ہوئے ہیں کہ گزشتہ کل بڑے حضرتؒ کے خلیفۂ اَجل حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کراچی میں وفات ہوگئی، قاری صاحبؒ اِس زمانے میں ایسے بزرگوں میں سے تھے کہ جن کی مثال بہت مشکل سے ملتی ہے اُن کا تعلق تقسیم سے پہلے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا تقسیم کے بعد پاکستان تشریف لے آئے تو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اُنہیں اپنے خلیفہ لاہور پاکستان میں ہمارے بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ دیا کہ وہ موجود ہیں آپ آئندہ اُن سے رابطہ رکھیں چنانچہ اُنہوں نے اُس کے بعد حضرتؒ سے اپنا تعلق قائم کیا اَور تمام اَسباق سلوک و تصوف کے طے کیے حضرتؒ نے اُنہیں خلافت عنایت فرمائی۔ حضرت قاری صاحبؒ کی عمر تقریبًا سو کے قریب ہوئی ہوگی[1] کافی سالوں سے بالکل صاحبِ فراش تھے بس قرآن پاک کی خدمت قاری صاحبؒ کا مشغلہ تھا اَور اَب اُن کی قرآنی خدمت کو میرے خیال میں پچھتر سال ہو چکے ہوں گے پچھتر سال سے ہندوستان سے وہ قرآنِ پاک حفظ کراتے چلے آئے ہیں اَور جن کے دَادوں کو اُنہوں نے ہندوستان میں حافظ بنایا تھا اَب اُن کے پوتے اُن سے حافظ بنے ہیں اَب اُن کے پوتوں کی بھی اَولاد اُن سے حافظ بنی ہے تو بہت زیادہ اُن کی خدمات ہیں قرآنِ پاک کے حوالہ سے۔

اَور اِتنے عرصہ سے قرآنی خدمات جو کی اُنہوں نے تو کوئی عوض بھی نہیں لیا اَور تنخواہ بھی نہیں لی اپنا کام کرتے تھے ہندوستان کی تو ہمیں تفصیل معلوم نہیں لیکن یہاں آنے کے بعد اپنا مکتبہ تھا کتابوں کا ''مکتبہ رشیدیہ'' آپ حضرات نے سنا ہوگا، یہ قاری صاحبؒ کے بیٹے کا نام ہے رشید احمد، اُن کے نام سے ہے اَب اُن کے بیٹے بہت عرصہ سے چلا رہے ہیں پہلے وہ چلاتے تھے۔ سٹی اسٹیشن کی مسجد ہے کراچی میں

---

[1] پیدائش ۱۳۳۲ھ/ وفات ۱۴۳۲ھ

حبیب بنک پلازا ہے بہت بڑا وہاں اُس کے ساتھ ہے اُس میں قاری صاحب مدتوں سے اِمام اَور خطیب ہیں اَور اُس میں بھی کوئی عوض اِمامت خطابت کا نہیں لیتے تھے اُس میں جو اُن کا جو کمرہ ہے جس میں وہ رہتے ہیں وہ کمرہ بھی دیکھنے کے قابل ہے بہت نفیس طبیعت اِنسان تھے صاف شفاف ہر چیز سلیقہ سے آئینے کی طرح صاف ستھری بس وہیں رہتے تھے اَب، چونکہ اُن کی اہلیہ صاحبہ کی وفات میرے خیال سے تیس چالیس برس پہلے ہوگئی تھی بس اُسی میں رہتے تھے اَور بچے اپنے گھروں میں رہتے تھے۔ وہاں سٹی اسٹیشن سے پاکستان چوک روزانہ قرآنِ پاک پڑھانے کے لیے آتے تھے اَور سٹی اسٹیشن کی جو مسجد ہے اُس میں بھی قاری صاحب نے اپنے کمرے میں جو فریج لگا رکھا تھا اُس کے لیے بجلی کا میٹر بھی الگ لگا لیا تھا مسجد کے میٹر سے نہیں لیتے تھے بجلی کا میٹر اپنا تھا اَور ٹائم کی ایسی پابندی کہ سٹی اسٹیشن سے پاکستان چوک آتے جاتے تھے تو دُکاندار جو چالیس پچاس سال سے اُن کو دیکھ رہے تھے وہ قاری صاحب کو دیکھ کر اپنی گھڑی درست کر لیتے تھے کہ قاری صاحب آگے پیچھے نہیں ہوسکتے گھڑی غلط ہوسکتی ہے۔

اِستغناء بے اِنتہا تھا طبیعت میں مالداروں اَرب پتی کروڑوں پتی کی اَولاد اُن سے حفظ کرتی ہے پڑھی ہے اُن کی شاگرد ہے لیکن کسی سے کوئی معاملہ یا کوئی توقع ہرگز نہیں رکھی۔ ہمارے بڑے حضرتؒ فرماتے تھے کہ اِن میں اللہ نے اِستغناء رکھا ہے اَور اِستغناء تو اَصل میں قلب کا فعل ہے لیکن جب یہ بڑھ جائے زیادہ تو بظاہر دیکھنے میں دُوسرے آدمی کو لگتا ہے کہ شاید یہ بڑائی کر رہا ہے تکبر کر رہا ہے حالانکہ اُن میں بے نیازی اَور اِستغناء کا غلبہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔

تو بہرحال اُن کا وجود بڑا بابرکت تھا یہاں جامعہ مدنیہ جدید میں بھی تشریف لاتے رہے ہیں اَور بیانات بھی کرتے رہے ہیں شروع سے اِس جامعہ کی شوری کے ممبر رہے اَب وہ علیل ہوگئے بہت عرصہ سے تو اَب اُن کے پوتے اُن کی جگہ شوریٰ کے ممبر ہیں اَور یہاں جامعہ میں آتے ہیں اَور ہمیشہ سرپرستی کی اَور ہر طرح کا تعاون اِس مدرسہ کے ساتھ قاری صاحبؒ کرتے تھے ایسے جیسے اپنا مدرسہ ہو وہاں بیٹھ کر ہر سال جو چرم قربانی ہوتی ہے اُس کے لیے باقاعدہ کراچی میں کیمپ لگاتے تھے اَور اِس مدرسہ کے لیے کھالیں جمع کرتے تھے اپنی نگرانی میں اپنے شاگردوں سے کراتے تھے اَور اُن کے شاگرد مالدار اَور شاگرد کا جو بیٹا ہے وہ بھی قاری صاحب کا شاگرد ہے وہ بھی ہوتا ہے اَور اُس شاگرد کا پوتا جو قاری صاحب کا شاگرد ہے وہ بھی ہوتا ہے وہ بھی کھالیں اکٹھی کرتا ہے اَور اپنی عید قربان کر دیتا ہے میلے کپڑے پہن کر مالداروں کی اَولاد اِس مدرسہ کے لیے

کھالیں اکٹھی کرتی ہے تو ہم پر اُن کا بڑا حق ہے اَب چند سالوں سے یہاں سے کچھ طلباء کو ہمیں بھیجنا پڑتا ہے کچھ کام وہاں بڑھ گیا ہے لیکن وہاں کے لوگ باقاعدہ ساتھ دیتے ہیں مولانا اِنعام اللہ صاحب جاتے ہیں اَور چار پانچ طلباء یہاں سے ہر سال جاتے ہیں اَور اُس میں وہ لوگ بھی ساتھ دیتے ہیں ساتھ بیٹھتے ہیں تو اُن کا ہمارے اُوپر بہت حق ہے اِس اِدارے کے لیے ہر وقت فکر مند رہتے تھے اَب اُن کی اَولاد فکر مند رہتی ہے اَور وہ اُسی طرح کرتے ہیں جیسے وہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ مسعود میاں کا واقعہ ہے چھوٹا بھائی ہے وہ کراچی گیا ہوا تھا تو کہنے لگے کہ قاری صاحب نے ایک شاگرد کو بُلایا او اَیاز اِدھر آوہ آیا، جا اِن کو سیر کرا کر لا، اُس نے اپنی گاڑی نکالی اُس میں وہ لے کر گیا کلفٹن اَور اِدھر اُدھر مسعود میاں کو کراچی کی سیر کرائی اُس نے تو مسعود میاں بتاتے ہیں کہ وہاں کلفٹن میں بحری جہاز دُور سے نظر آتے ہیں آپ کبھی سمندر پر گئے ہوں گے تو بحری جہاز دُور سے تنکے کی طرح نظر آتے ہیں حالانکہ وہ اِتنا بڑا ہوتا ہے مسجد حامد سے بھی بڑا ہوتا ہے، کچھ اَور جہاز بھی کھڑے تھے تو وہ کہنے لگا وہ ہمارا جہاز ہے پھر ایک اَور کے بارے میں کہنے لگا کہ وہ بھی ہمارا جہاز ہے۔ مسعود میاں کہنے لگے کہ میں سمجھا کہ شاید یہ کوئی دماغی معذور ہے بیمار ہے اِس لیے ایسی باتیں کر رہا ہے کوئی دورہ پڑتا ہوگا اِس بچارے کو اِس لیے یہ ایسی باتیں کر رہا ہے کہتے ہیں کہ میں مسکرا بھی دُوں اَور کچھ سنجیدہ بھی ہو جاؤں کہ یہ اِس نے کیسی باتیں شروع کر دیں اللہ خیر کرے آگے کیا کرے گا کہیں اَور ہی نہ لے جائے مجھے تو خیر وہ کہتا رہا اَور یہ بھی ہاں ہاں کرتے رہے، جب واپس آئے تو پتہ چلا کہ یہ جو سیٹھ عابد ہے پاکستان کا بہت بڑا سیٹھ ہے یہ اُس کا بیٹا ہے اِس لیے وہ صحیح کہہ رہا تھا تو اُن کے بحری جہاز واقعی چلتے ہیں ہوائی جہاز بھی ہیں اُن کے وہ سیٹھ عابد کا بیٹا تھا جب میں قاری صاحب کے پاس کبھی جاتا تھا تو بچوں کی باری مقرر ہوتی تھی جہاں بچے بیٹھتے ہیں اُس کی تپائیاں سیدھی کرنا صاف کر کے لگانا ٹاٹ پھیرنا جھاڑو دینا تو ایک دِن اُس کی باری ہوتی تھی وہ کام کرتا تھا اِسی طرح سب لڑکوں کی باری ہوتی تھی یوں ہاتھ رکھ کے پیچھے پاؤں کر کے جیسے بچے چلتے ہیں گھوڑے کی طرح اِس طرح چلتا تھا اَور پونچا دیتا تھا۔ مطلب یہ کہ مالدار کا بچہ غریب کا بچہ قاری صاحب کے یہاں ایک نظر سے دیکھا جاتا تھا جیسے غریب کے بچہ کی ڈیوٹی ہوتی تھی کہ آج تمہاری صفائی کی باری ہے ایسے ہی مالدار کے بچہ کی بھی باری ہوتی تھی۔

اَور بہت کوشش کرتا تھا سیٹھ عابد کہ قاری صاحب کو یہ دے دُوں اَور یوں کر دُوں حتی کہ حضرت کے پاس جب کراچی سے قاری صاحب ٹرین میں آتے تھے اَب بیماری کی وجہ سے ہوائی جہاز سے آتے تھے۔

جب سیٹھ عابد کو پتا چل جاتا تھا تو دو کاریں بھیجتا تھا اسٹیشن پر دو دروازے تھے نکلنے کے، دونوں دروازوں پر گاڑی کھڑی کرواتا تھا کہ پتہ نہیں کہ کس دروازے سے نکلیں تو بٹھا لینا ڈرائیوروں کو کہہ کر بھیجتا تھا اَور قاری صاحب خاموشی سے نکل کر رکشہ میں بیٹھ کر چلے جاتے تھے گاڑی کھڑی رہ جاتی تو یہ مزاج تھا اُن کا۔

یہ مثال اِس لیے دے رہا ہوں کہ ایسے لوگ اَب بھی دُنیا میں ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے دور میں تھے ایسے لوگ اَب کہاں ہیں اَب بھی ہیں کوئی اُن کی نقل اُتارنا چاہے تو وہ بھی ایسا ہوسکتا ہے اَور اُس سے بھی بہتر ہوسکتا ہے جب اللہ سے مانگے گا اِخلاص سے تو اُن سے بھی بہتر اللہ بنا دے گا اَور اُن کی عزت اِتنی ہے کہ آپ خود دیکھ لیں ایک دو مثالیں آپ کو دیں اَور بہت لوگوں کی اِس طرح۔ تو اُن کی طبیعت میں اِستغناء بے نیازی بہت زیادہ تھی اپنے کام سے بس واسطہ ہو۔

اَور اَب تک اُن کے سینکڑوں پختہ حافظ ہیں ماشاء اللہ، بیس طلباء بس رکھتے تھے اِس سے زیادہ نہیں اَور بڑے طریقہ سے پڑھاتے تھے اَور اُن کی درسگاہ آپ دیکھیں ہر روز آئینہ کی طرح چمکتی تھی اَور طالبعلموں کی ڈیوٹی ہوتی تھی ہر ہفتے پنکھے صاف کرنے ہیں مسجد بھی صاف درسگاہ بھی صاف سلیقہ تھا نفاست تھی پاکی بھی تھی بہت ساری خوبیاں اللہ نے اُنہیں دی تھیں تو اُن سے واسطہ قدیم ہے اِس لیے اُن کا دُکھ بھی ہمیں بہت زیادہ ہے آپ کو بھی سُن کر دُکھ ہوا ہوگا یقینی بات ہے، آپ کو جمع اِس لیے کیا گیا کہ ہم پر اُن کا حق بنتا ہے کہ ہم اُن کا آپ سے تعارف کراتے اَور تعارف کے بعد آپ کا بھی حق بنتا ہے کہ اُن کے لیے دُعائے مغفرت بھی کریں جو قرآن پڑھیں یا جو چیز بھی پڑھیں تو اُن کے لیے ایصالِ ثواب بھی کریں اَور یہ بھی دُعا کریں کہ وہ تو چلے گئے لیکن اللہ تعالیٰ اُن کی جو برکات تھیں اُن کو باقی رکھے اَور اُس سے ہمیں بھی اَور سب کو فائدہ ہوتا رہے۔

اُن کی جو اَولاد ہیں اُن کے ایک ہی بیٹے ہیں اُن کو اللہ نے آگے بیٹے دیے ہیں اُن کے جو بیٹے ہیں وہ سب کاروبار میں لگے ہوئے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نیک صالح بنائے اُن کے نقشِ قدم پر چلائے اَور یہ جو حادثہ ہوا ہے اُس پر اُن پر صبر کی توفیق دے اَور اُس پر اَجر دے۔

ہم تو کل ائیر پورٹ بھی گئے بیٹھے رہے اَور خدا کی شان ہے کہ کسی جہاز میں سیٹ نہیں ملی سب جہاز بھرے ہوئے تھے دو تین گھنٹے ائیر پورٹ پر بیٹھے رہے اَور پھر رات واپس آئے آج بھی کسی جہاز میں سیٹ نہیں ہے کل کی ہماری سیٹ ہوئی ہے کل جائیں گے اِنشاء اللہ بہرحال اللہ اُن کی مغفرت فرمائے اَور اُنہیں وہاں کے بلند ترین درجات عطا فرمائے۔

ایک واقعہ اُن کا یاد آیا سن ۶۴ء کا آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے کی بات ہے اُس وقت بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ حج پر تشریف لے گئے تھے ہوائی جہاز سے نہیں بحری جہاز سے پاکستان کے پاس بہت بڑا بحری جہاز تھا تین چار منزلہ جہاز تھا، میں بھی تھا اُس سفر میں حضرت کے ساتھ میری عمر اُس وقت سات سال تھی میری والدہ صاحبہ تھیں ایک بہن تھی ہماری جو اُس وقت سوا مہینے کی تھی وفات ہو چکی اُس کی اللہ اُس کو جنت نصیب کرے تو ہم حج پر گئے تھے تو قاری صاحب تو نہیں گئے حاجی غلام دستگیر صاحب لاہور میڈیسن والے تھے ڈاکٹر منیر صاحب آنکھوں کے بہت بڑے ڈاکٹر ہیں اَب تو ریٹائر ہو گئے میو ہسپتال کے بھی ایم ایس رہے ہیں وہ تھے کچھ اَور حضرات بھی تھے ایک مرید تھے حضرتؒ کے وہ بھی ساتھ تھے کراچی ہی کے تھے تو قاری صاحبؒ کہنے لگے میں نے خواب دیکھا کہ حضرتؒ بہت پریشان ہیں کہتے ہیں کہ جو میری آنکھ کھلی تو میں نے کہا میں حج پر جاؤں گا اَور اُسی وقت تیاری کی اَور میں روانہ ہو گیا اُس وقت حج کے لیے اتنی لمبی درخواستیں وغیرہ نہیں ہوتی تھیں آسان طریقہ ہوگا نہ اِتنی بڑی تعداد حاجیوں کی ہوتی تھی اُس زمانہ میں، تو خیر کہنے لگے میں بھی بحری جہاز سے پہنچ گیا تو جب میں پہنچا تو وہ حیران ہو گئے کہ کیسے آئے تو کہا کہ میں تو آ گیا ایسے ایسے میں نے دیکھا تھا تو مجھے تو چین نہیں آیا۔

تو یہ تعلق بتا رہا ہوں اُن کا اپنے شیخ سے محبت اَور تعلق کیسا تھا تو وہ پہنچ گئے اَور واقعی حضرتؒ پریشان تھے پریشان ایسے تھے کہ حضرت کے جو مرید تھے ساتھ اُنہوں نے حضرت کو بہت تنگ کیا یہ مرید ضروری نہیں ہے کہ نفع دے جیسے اَولاد ہوتی ہے کسی سے نفع ہوتا ہے کسی سے راحت کسی سے تکلیف ایسے ہی اِن کا بھی ہوتا ہے ضروری نہیں ہے کہ جو مرید ہو اُس سے راحت ہی ہو بعض دفعہ تکلیفیں بھی پہنچ جاتی ہیں تو سارے پیسے حضرت نے اُس کے پاس رکھوا رکھے تھے ٹکٹ اُس کے پاس رکھوا رکھا تھا پاسپورٹ پیسے سب لے کر غائب ہو گیا اَب پردیس میں بچے ساتھ ہیں کھانا پینا ہوتا ہے ضرورت ہوتی ہے سب لے کر غائب ہو گیا بہت تنگ کیا اُس نے۔ تو قاری صاحب کہتے ہیں میں حرم شریف میں حضرت سے ملا میں نے کہا کہ میں ایسے آیا ہوں تو حضرت نے بس مختصر سا بتایا کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے وہ غائب ہے اَور کہنے لگے کہ حضرت نے بیت اللہ کی طرف اِشارہ کیا اَور کہا کہ ''میں نے اِس شخص کا معاملہ اِس گھر کے مالک کے سپرد کر دیا ہے'' نہ کوئی بددعا دی نہ کوئی سخت لفظ کچھ نہیں کہا خیر اُن بچاروں کے ساتھ بھی بہت کچھ ہوا وہ بیچارے اِس دُنیا سے چلے گئے اللہ تعالیٰ اُن کی بھی مغفرت فرمائے پھر قاری صاحبؒ حضرتؒ کی خدمت میں رہے حضرت کے کپڑے دھونا یہ کرنا وہ کرنا

اِس قسم کے لوگ بہت کم ہوتے ہیں لیکن قابلِ تقلید ہوتے ہیں اِس لیے میں نے کچھ واقعات آپ کو سنائے۔

حضرت مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت والے بھی اُس سال وہاں تشریف لائے ہوئے تھے حج کے لیے تو وہاں میں نے مولانا یوسف صاحب ؒ کو دیکھا تھا اَور مجھے آج تک اُن کا چہرہ یاد ہے بس وہ مسجد میں مجلس ہوتی تھی بیٹھتے تھے حضرت بھی وہاں ہوتے تھے تو ملاقات ہوتی تھی تو اُس میں بڑے حضرتؒ نے فرمایا تھا اپنے ساتھیوں سے کہ'' یہ مولانا یوسف صاحب زیادہ دِن زندہ نہیں رہیں گے'' تو غلام دستگیر صاحب اَور ڈاکٹر منیر الحق صاحب نے کہا کہ حضرت کیوں تو کہنے کہ'' اِن کا دِل جو ہے اپنے کام کی لگن اَور شوق میں جل چکا ہے تو وہ کب تک ساتھ دے گا'' چنانچہ اُس حج کے چند مہینوں بعد مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تو اِسی لیے کہتے ہیں کہ

ولی را ولی می شناسد

ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشینگوئی واقعی صحیح نکلی کہ چند مہینے بعد حضرت تشریف لائے اَور اُس کے بعد حضرت کی وفات ہوگئی بہرحال سب ہی حضرات بہت بڑے بزرگ تھے اَور ہمارے لیے واجب الاحترام اَور قابل تقلید ہیں اللہ تعالیٰ اِن پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اَور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ صالحین کے ساتھ محشور فرمائے۔

آپ سب حضرات آج دِن میں جو بھی سبق پڑھیں وہ بھی عبادت ہیں چاہے منطق کا پڑھیں چاہے فلسفے کا پڑھیں چونکہ پڑھ رہے ہیں دین کے لیے اُس میں بھی اَجر وثواب ہے اُس کا بھی ثواب پہنچا سکتے ہیں اے اللہ آج جو ہم نے پڑھایا ہے یا پڑھا ہے اِس کا ثواب اُن کی رُوح کو پہنچاتے ہیں تو اُن کے لیے بھی اَور بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیض ہے اُن کے لیے بھی دُعا کیجئے اللہ تعالیٰ اُن کی برکات کو اَور اُن کا جو یہ جاری کیا ہوا یہ سلسلہ ہے اِس کو قائم ودائم رکھے اَور اِس کے برکات ساری طرف پھیلائے اَور ہم سب سے دین کی خدمت لے اَور اِس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

قسط : ۲۸

تربیتِ اَولاد

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اِفادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اِسلامی طریقے اَور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اَولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

اَولاد کی اِصلاح کے لیے صحبتِ صالح کی ضرورت :

اَولاد کے لیے ایک وقت مقرر کیجیے کہ فلاں مسجد میں فلاں بزرگ کے پاس جا کر کچھ دیر بیٹھا کریں۔ کس قدر اَفسوس کی بات ہے کہ فٹ بال کھیلنے کے لیے وقت ہو اَور اَخلاق کی درستگی کے لیے وقت نہ نکل سکے۔ اَور اگر شہر میں کوئی ایسا شخص نہ ہو تو چھٹی کے زمانے میں کسی بزرگ کی خدمت میں بھیج دیا کرو چھٹی کے زمانہ میں تو اُن کو کچھ کام نہیں ہوتا۔ کم بخت دن رات مارے مارے پھرتے ہیں۔ (طریق النجات)

حاصل یہ کہ بچوں کے لیے اللہ والوں کی صحبت کا بھی اِنتظام کیجیے اَور دینی تعلیم کا بھی سلسلہ رکھیے اَور پھر اِس پر عمل بھی کرائیے۔ اِصلاح کی یہ اِجمالی تدبیر ہے اَور یہ دستور العمل زندگی بھر کے لیے ہے۔

شفقت کے مقتضی اَور بیٹے کو نصیحت کرنے کا طریقہ :

نصیحت کرنے والا ایک تو اُستاد ہوتا ہے اَور ایک باپ ہوتا ہے۔ باپ کی نصیحت میں اَور عام لوگوں کی نصیحت میں فرق ہوتا ہے۔ اُستاد تو محض ضابطہ کی خانہ پوری کرتا ہے مگر باپ محض خانہ پوری نہیں کرسکتا وہ

نصیحت کرتے ہوئے اِس کا خیال رکھتا ہے کہ بیٹے کو ایسے عنوان اَور ایسے طرز سے نصیحت کروں جو اُس کے دِل میں اُتر جائے کیونکہ وہ دِل سے یہ چاہتا ہے کہ بیٹے کی اِصلاح ہو جائے اَور اِس میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ اَور اگر وہ کوئی مشکل کام بھی بتلاتا ہے تو اُس کا طریقہ ایسا اِختیار کرتا ہے جس سے بیٹے کو عمل کرنا آسان ہو جائے اَور اِن سب رعایتوں کی وجہ وہی شفقت ہے۔ شفقت ہی سے تمام پہلوؤں کی رعایت کی جا سکتی ہے اَور اِسی لیے باپ کا کلام نصیحت کے وقت کبھی بے ترتیب اَور بے جوڑ بھی ہو جاتا ہے۔

مثلاً باپ بیٹے کو کھانا کھاتے وقت نصیحت کرے کہ بری صحبت میں نہ بیٹھا کرے اَور اِس مضمون پر وہ مفصل گفتگو کر رہا ہو۔ اِسی درمیان میں اُس نے دیکھا کہ بیٹے نے ایک بڑا سا لقمہ کھانے کو لیا ہے تو وہ فوراً پہلی نصیحت کو ختم کر کے کہے گا کہ یہ کیا حرکت ہے لقمہ بڑا نہیں لیا کرتے، اِس کے بعد پھر پہلی بات پر گفتگو شروع کر دے گا۔ اَب جس کو شفقت کی اِطلاع نہ ہو وہ کہے گا کہ یہ کیسا بے ترتیب (بے جوڑ) کلام ہے بری صحبت سے منع کرنے میں لقمہ کا کیا ذکر مگر جو شخص کسی کا باپ بنا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ بے جوڑ کلام مرتب کلام سے اَفضل ہے۔ شفقت کا مقتضٰی یہی ہے کہ ایک بات کرتے ہوئے اگر دُوسری بات کی ضرورت ہو تو رابطہ (جوڑ) کا لحاظ نہ کرے دُوسری بات کو بیچ میں کر کے پھر پہلی بات کو پورا کرے۔ (سبیل النجاح ملحقہ دین و دُنیا)

اَولاد کی پرورش کرنے اَور نان ونفقہ دینے کا شرعی ضابطہ :

اِس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اَولاد خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، دو حال سے خالی نہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ مالدار ہوں یعنی کسی طریقہ سے وہ مال کے مالک ہو گئے ہوں خواہ بطورِ ہبہ کے یا بطورِ میراث کے۔ سو اِس حالت میں تو اُن کا نان ونفقہ خود اُن کے مال میں واجب ہے والدین کے ذمہ میں صرف اِنتظام کرنا ہے۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ وہ مالدار نہ ہوں۔ پھر اِس مالدار نہ ہونے کی حالت میں دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ کہ وہ بالغ (پندرہ سال کے) ہوں۔ دُوسری صورت یہ کہ وہ نابالغ ہوں۔

بالغ ہونے کی صورت میں دو احتمال ہیں ایک احتمال یہ ہے کہ وہ اپنے لیے محنت و مزدوری نوکری چاکری کر سکتے ہیں (یعنی خود کھا کما سکتے ہوں) اِس صورت میں بھی خود اُن کا نان ونفقہ اُنہیں کے ذمہ ہے ماں باپ کے ذمہ نہیں۔ دُوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ کھانے کمانے پر قادر نہیں۔ اِس صورت میں اُن کا حکم نابالغ کی طرح ہے جو آگے آرہا ہے۔ یہ دونوں احتمال تو بالغ ہونے کی صورت میں تھے۔

اَور نا بالغ ہونے کی صورت میں دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ کہ باپ زندہ ہو، دُوسری صورت یہ ہے کہ باپ زندہ نہ ہو۔ اگر باپ زندہ ہو تو صرف باپ کے ذمہ نان ونفقہ ہے ماں کے ذمہ کچھ بھی نہیں اَلبتہ دُودھ پلانا فتویٰ کی رُو سے ماں کے ذمہ واجب ہے اَور بروئے حکم وقضاء جبر نہ ہوگا۔ اگر بچہ کسی اَور کا دُودھ نہ پیئے اُس وقت ماں پر جبر بھی کیا جائے گا۔ اَور اگر باپ زندہ نہ ہو تو ماں کے ذمہ (نفقہ) واجب ہے۔ اَور (اگر ایسی صورت میں یعنی جبکہ باپ زندہ نہ ہو) بچہ کے اَقارب ذی رحم (رشتہ دار) زندہ ہوں تو سب پر تقسیم ہوگا۔ اِن سب صورتوں کی دلیل دُرِّ مختار کی عبارت ہے۔ (اِمدادُ الفتاوٰی)

لڑکے اَور لڑکی کی شادی کرنا باپ کے ذمہ واجب ہے یا نہیں تاخیر کرنے سے کتنا گناہ ہوگا :

سوال : لڑکیوں کی شادی کرنے کا کوئی تاکیدی حکم خاص طور پر ہے یا نہیں اَور تاخیر کی صورت میں کوئی گناہ لازم آتا ہے یا نہیں اگر لازم آتا ہے تو کس قدر؟ نص قرآنی وحدیث سے علیحدہ علیحدہ جواب دیں۔

جواب : شادی کا تاکیدی حکم قرآن میں بھی ہے اَور حدیث میں بھی عام طور سے ہے جو کہ لڑکا لڑکی دونوں کو شامل ہے۔ اَور لڑکیوں کے لیے خصوصیت سے بھی **قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ الایة** یہ اَمر کا صیغہ ہے جس کا مدلول وجوب ہے اَور اَیامی جمع اَیم کی ہے شراح حدیث نے تشریح کی ہے **اَلْاَیِّمُ مَنْ لَّا زَوْجَ لَھَا بِکْرًا کَانَتْ اَوْ ثَیِّبًا وَیُسَمَّی الرَّجُلُ الَّذِیْ لَا زَوْجَةَ لَهٗ اَیِّمًا اَیْضًا .**

قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ تم لوگ اَیَامٰی کا نکاح کر دیا کرو اَور اَیَامٰی اَیِّمْ کی جمع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی لڑکی جس کا شوہر نہ ہو خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ یعنی کنواری ہو یا بیاہی اِسی طرح اَیِّمْ اُس مرد کو بھی کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو۔

اَب رہ گئی حدیث تو مشکوة شریف باب تعجیل الصلوة میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلَاثٌ لَاتُؤَخِّرْھَا الصَّلٰوةَ اِذَا اٰنَتْ، اَلْجَنَازَةَ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمَ اِذَا وَجَدَتَّ لَھَا کُفُوًا. (رواہ الترمذی)

''حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، ایک تو نماز جب اُس کا وقت آجائے، دُوسرے جنازہ میں جب وہ تیار ہو جائے، تیسرے بے نکاح لڑکے اَور لڑکی کی شادی میں جبکہ جوڑ مل جائے۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌا فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَّبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ . (مشکٰوۃ باب الولی فی النکاح)

''حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جس کی اَولاد (لڑکا یا لڑکی) ہو اُس کو چاہیے اَچھا نام رکھے اَور اُس کی تعلیم و تربیت کرے جب بالغ ہوجائے تو نکاح کرے، بالغ ہونے کے بعد اگر نکاح نہیں کیا اَور وہ کسی گناہ میں مبتلا ہوگئے تو اُس کا گناہ باپ پر ہوگا۔''

اِن روایات سے اِس علم کا مؤکدہ ہونا معلوم ہوا اَور مؤکدہ ضروری کا ترک کرنا موجب ِمواخذہ (عذاب کا باعث) ہوتا ہے۔

اَور خیر حدیثوں سے گناہوں کی مقدار بھی معلوم ہوگئی کہ تاخیر کی صورت میں جس گناہ میں یہ اَولاد مبتلا ہوگی خواہ نگاہ کا گناہ ہو یا کان کا گناہ ہو یا زبان کا یا دِل کا، اُتنا ہی گناہ اُس صاحب ِاَولاد یعنی باپ کو ہوگا۔ (واللہ اعلم)۔(اِمداد الفتاویٰ)۔(جاری ہے)

وفیات

محترم سرور صاحب کے والد گزشتہ ماہ مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔

فاضل جامعہ قاری نذیر احمد صاحب مرحوم کے منجھلے بیٹے قاری عمیر صاحب طویل علالت کے بعد ۱۴/اپریل کو وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اَیصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۵

حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی ؒ ﴾

آپ نے خلافت فوج کی کمزوری سے چھوڑی یا مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے :

بعض ظاہر بینوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کی کمزوری سے مجبور ہو کر اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، اَور کچھ واقعات بھی اِس خیال کی تائید میں مل جاتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ نے یہ جلیل القدر منصب محض مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لیے ترک کیا۔ گو یہ صحیح ہے کہ جس فوج کو لے کر آپ مقابلہ کے لیے نکلے تھے اُس میں کچھ منافق بھی تھے جنہوں نے عین موقع پر کمزوری دِکھائی مگر اُسی فوج میں بہت سے خارجی العقیدہ بھی تھے جو آپ کی حمایت میں اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا فرضِ عین سمجھتے تھے چنانچہ جب اُنہوں نے مصالحت کا رنگ دیکھا تو آپ کی تکفیر کرنے لگے۔ [1]

خود عراق میں چالیس بیالیس ہزار کوفی جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، آپ کے ایک اِشارہ پر سر کٹانے کے لیے تیار تھے۔ [2] عراق تو عراق سارا عرب آپ کے قبضہ میں تھا، مصالحت وغیرہ کے بعد ایک مرتبہ بعض لوگوں نے آپ کو خلافت کی خواہش سے متہم کیا، آپؓ نے فرمایا کہ ''عرب کے سر میرے قبضہ میں تھے جس سے میں صلح کرتا اُس سے وہ بھی کرتے اَور جس سے میں جنگ کرتا اُس سے وہ بھی لڑتے لیکن اِس کے باوجود میں نے خلافت کو خاصۃ للہ اَور اُمتِ محمدی کی خونریزی سے بچنے کے لیے چھوڑا۔'' [3]

خود آپ کی فوج میں اُن چند منافقوں کے علاوہ جنہوں نے بعض مخفی اَثرات سے عین وقت پر دھوکا دیا تھا، باقی پوری فوج کٹنے مرنے پر آمادہ تھی، اَبو عریق راوی ہیں کہ ہم بارہ ہزار آدمی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش میں کٹنے اَور مرنے کے لیے تیار تھے اَور شامیوں کی خون آشامی کے لیے ہماری تلواروں کی دھاروں سے خون ٹپک رہا تھا جب ہم لوگوں کو صلح کی خبر معلوم ہوئی تو شدتِ غضب و رنج سے معلوم ہوتا تھا کہ

---

[1] اَخبار الطّوال ص ۲۳۰ [2] ابن عساکر ج ۲ ص ۲۱۹ [3] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۷

ہماری کمر ٹوٹ گئی، صلح کے بعد جب حسن رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو ہماری جماعت کے ایک شخص اَبو عامر سفیان نے غصہ میں کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُذَلِّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ مسلمانوں کے رُسوا کرنے والے اَلسلام علیک، اِس طنزیہ اَور گستاخانہ سلام پر اِس صبر و تحمل کے پیکر نے جواب دیا: اَبو عامر ایسا نہ کہو میں نے مسلمانوں کو رُسوا نہیں کیا اَلبتہ ملک گیری کی ہوس میں مسلمانوں کی خونریزی پسند نہیں کی۔ ؎۱

اِمام نووی لکھتے ہیں کہ چالیس ہزار سے زیادہ آدمیوں نے حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اَور وہ سات مہینہ حجاز، یمن، عراق اَور خراسان وغیرہ پر حکمران رہے اُس کے بعد اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے اُن کے مقابلہ کو نکلے جب دونوں قریب ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اَندازہ ہوا کہ جب تک مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کام نہ آجائے گی اُس وقت تک کسی فریق کا غلبہ پانا مشکل ہے اِس لیے چند شرائط پر آپ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوگئے اَور اِس طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوگیا کہ میرا یہ لڑکا سیّد ہے اَور خدا اِس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دُوسرے فرقوں میں صلح کرائے گا۔ ؎۲

شیعانِ علی اِس صلح کو جس نظر سے دیکھتے ہیں اَور اِس کے بارے میں اُن کے جو جذبات تھے، اُن کا اَندازہ اُن خطابات سے ہوسکتا ہے جس سے وہ اِس سردارِ خلدِ برین کو مخاطب کرتے تھے "مُذَلِّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ" مسلمانوں کو رُسوا کرنے والے "مُسَوِّدُ وُجُوْہَ الْمُسْلِمِیْنَ" مسلمانوں کو رُوسیاہ کرنے والے "عَارُ الْمُؤْمِنِیْنَ" ننگِ مسلمین، یہ وہ خطابات تھے جن سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خطاب کیا جاتا تھا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ صلح اَور دستبرداری کو کس درجہ ناپسند کرتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایسے اَمن پسند، صلح جو، نرم خو تھے کہ اُنہوں نے اَوّل یوم ہی سے اِرادہ کرلیا تھا کہ اَگر بلا کسی خونریزی کے اُنہیں اُن کی جگہ مل گئی تو لے لیں گے ورنہ اِس کے لیے مسلمانوں کا خون نہ بہائیں گے۔ طبری کا بیان ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ چالیس ہزار آدمی تھے لیکن آپ جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ آپ کا خیال تھا کہ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ مقرر کرا کے دستبردار ہوجائیں چنانچہ جس وقت آپ نے عراقیوں سے بیعت لی تھی اُسی وقت اِس عزم کو اِشارۃً ظاہر فرمادیا تھا۔

؎۱ اِستیعاب ج۱ ص ۱۴۳ اَور مستدرک حاکم ج۳ تذکرہ حضرت حسین

؎۲ تہذیب الاسماء واللغات نووی ج ۱ ص ۱۵۹

زہریؒ لکھتے ہیں کہ اِمام حسن رضی اللہ عنہ نے اہلِ عراق سے بیعت لیتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ ''تم کو پورے طور سے میری اطاعت کرنی ہوگی یعنی جس سے میں لڑوں گا اُس سے لڑنا ہوگا اَور جس سے صلح کروں گا اُس سے صلح کرنی پڑے گی۔'' اِس شرط سے عراقی اُسی وقت کھٹک گئے تھے کہ آپ آئندہ جنگ وجدال ختم کر دیں گے چنانچہ اُسی وقت اُن لوگوں نے آپس میں کہا تھا کہ ہمارے گون کے آدمی نہیں اَور لڑنا نہیں چاہتے اِس کے چندروز بعد آپ کو زخمی کر دیا گیا۔ (ابن عساکر ج ۴ ص ۲۲۰)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں پر بھی یہ خیال ظاہر فرما دیا تھا، ابن جعفر کا بیان ہے کہ صلح سے قبل میں ایک دِن حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا جب چلنے کے اِرادے سے اُٹھا تو اُنہوں نے میرا دامن کھینچ کر بٹھا لیا اَور کہا میں نے ایک رائے قائم کی ہے اُمید ہے کہ تم بھی اُس سے اِتفاق کرو گے۔ ابن جعفر نے پوچھا کون سی رائے ہے؟ فرمایا میں خلافت سے دستبردار ہو کر مدینہ جانا چاہتا ہوں کیونکہ فتنہ برابر بڑھتا جاتا ہے، خون کی ندیاں بہ چکی ہیں، عزیز کو عزیز کا پاس نہیں ہے، قطع رحم کی گرم بازاری ہے، راستے خطرناک ہو رہے ہیں، سرحدیں بے کار ہو گئی ہیں۔ ابن جعفر نے جواب دیا خدا آپ کو اُمتِ محمدی کی خیر خواہی کے صلہ میں جزائے خیر دے، اِس کے بعد آپ نے حسینؓ کے سامنے یہ رائے ظاہر کی، اُنہوں نے کہا خدا را علیؓ کو قبر میں جھٹلا کر معاویہؓ کی سچائی کا اعتراف نہ کیجئے، آپ نے یہ سن کر حسینؓ کو ڈانٹا کہ تم شروع سے آخر تک برابر میری رائے کی مخالفت کرتے چلے آرہے ہو، خدا کی قسم! میں طے کر چکا ہوں کہ تم کو فاطمہؓ کے گھر میں بند کر کے اپنا اِرادہ پورا کروں گا، حسین رضی اللہ عنہ نے بھائی کا لہجہ درشت دیکھا تو عرض کیا، آپ علی رضی اللہ عنہ کی اَولاد اکبر اَور میرے خلیفہ ہیں، جو رائے آپ کی ہوگی وہی میری ہوگی، جیسا مناسب فرمائیے کیجئے، اِس کے بعد آپ نے دستبرداری کا اِعلان کیا۔ (ابن عساکر ج ۴ ص ۲۲۱ و ۲۲۲)

اِن واقعات سے معلوم ہو گیا کہ خلافت سے دستبرداری میں فوج کی کمزوری وغیرہ کا چنداں سوال نہ تھا بلکہ چونکہ آپ کو اِس کا یقین ہو گیا تھا کہ بغیر ہزاروں مسلمانوں کے خاک وخون میں تڑپے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا اَور جنگِ جمل سے لے کر برابر مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہتی چلی آرہی ہیں اِس لیے آپ نے اِسے روکنے کے لیے خلافت کو خیر باد کہہ کر مدینہ کی عزلت نشینی اِختیار فرمائی، فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرَ الْجَزَاءِ. (جاری ہے)

تحفظ ناموسِ رسالت محاذ پر جدوجہد اَور شاندار کامیابی

﴿ جناب مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری، ناظمِ اَعلیٰ وفاق المدارس العربیہ ﴾

تحریک تحفظِ ناموسِ رسالت کی شاندار کامیابی اَور وطنِ عزیز کے غیور مسلمانوں کو جو فتحِ مبین نصیب ہوئی اُس پر اللہ رب العزت کا جس قدر شکر اَدا کیا جائے کم ہے۔ اِس تحریک کی کامیابی پر پاکستان کی پوری قوم مبارکبادی کی مستحق ہے بالخصوص عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اَور تحریکِ ناموسِ رسالت کے قائدین و کارکنان اَور اِس تحریک میں شامل تمام جماعتیں، اُن جماعتوں کے تمام قائدین و کارکنان اِس تحریک میں اِنفرادی، اِجتماعی اَور جماعتی حیثیت سے حصہ لینے والے تمام عاشقانِ مصطفیٰ لائق صد تحسین ہیں جن کی شبانہ روز محنت کے نتیجہ میں وطنِ عزیز ایک بڑے بحران سے بچ گیا اَور حکومت کو ناموسِ رسالت کے قانون میں ترمیم نہ کرنے کا اعلان کرنا پڑا۔

اگر اِس موقع پر حکومت بالخصوص وزیرِاعظم سیّد یوسف رضا صاحب گیلانی اَور وفاقی وزیرِ قانون ڈاکٹر بابر اَعوان صاحب کے کردار کی تعریف نہ کی جائے تو یقیناً نااِنصافی ہوگی جنہوں نے عوامی اِضطراب کو محسوس کرتے ہوئے ایک ایسا فیصلہ کرنے میں کلیدی کردار اَدا کیا جس سے وطنِ عزیز کے مستقبل پر یقیناً مثبت اَور دُور رَس اَثرات مرتب ہوں گے۔

حالیہ تحریکِ ناموسِ رسالت کا آغاز ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کی ایک خاتون آسیہ مسیح کی طرف سے شانِ اَقدس میں گستاخی کے بعد ہوا۔ آسیہ مسیح نے شانِ اَقدس میں جو ہرزہ سرائی کی اُسے نوکِ قلم پر نہیں لایا جاسکتا۔ اُس نے گاؤں کی پنچائیت اَور پھر سیشن جج کی عدالت میں اپنے جرم کا اِعتراف کیا جس کے نتیجہ میں اُسے سزا سنادی گئی۔ اُس کے ورثاء کو اگر اِس فیصلے پر اطمینان نہیں تھا تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہائی کورٹ سے رُجوع کیا جاتا، اگر ہائی کورٹ بھی یہ فیصلہ برقرار رکھتی تو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جاتی اَور اگر سپریم کورٹ سے بھی موت کی سزا سُنادی جاتی تب صدرِ مملکت سے معافی درخواست کی جاتی لیکن سابق گورنر پنجاب نے اِس عدالتی پروسیس کو ہائی جیک کرتے ہوئے درمیان سے ہی اِس معاملے کو اُچک لیا اَور وہ جیل جا پہنچے جہاں

آسیہ مسیح کے ساتھ پریس کانفرنس کرتے ہوئے اُس کا بھرپور ساتھ دینے کا اعلان کیا اَور اُس کی سزا معاف کروانے کے عزم کا اِظہار کیا۔

بعد میں سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اِنسدادِ توہینِ رسالت کے قانون کو ''کالا قانون'' قرار دیا جس کی وجہ سے عوامی اِشتعال میں مزید اِضافہ ہوا۔ اِس صورتِ حال سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بعض نام نہاد اَین جی اَوز نے ناموسِ رسالت کے قانون کے خلاف مہم جوئی شروع کردی، بعض لبرل فاشٹ اَور لبرل اِنتہا پسند میدان میں کود پڑے اَور اُنہوں نے ٹی وی مباحثوں، اَخباری کالموں اَور دیگر مقامات پر اِس قانون کو حدفِ تنقید بنانا شروع کر دیا۔ اِنسدادِ توہینِ رسالت کے قانون کے خلاف فائیو سٹار ہوٹلوں میں سیمینار منعقد ہونے لگے، آسیہ مسیح کی رہائی کے لیے اَین جی اَوز کی خواتین کے چھوٹے موٹے مظاہروں کا سلسلہ چل نکلا اَور اِس گروہ کی پشت پناہی کرنے والے بعض میڈیا گروپوں نے اِن مظاہروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا شروع کر دیا۔

اِسی دوران معلوم ہوا کہ ایک حکومتی خاتون رُکنِ اِسمبلی نے اِس بل میں ترمیم کے لیے ایک بل تیار کر لیا ہے اَور وہ اِسے پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لیے پر تول رہی ہیں، اِسی اَثناء میں وفاقی وزیرِ اَقلیتی اُمور کی سربراہی میں اِنسدادِ توہینِ رسالت کے قانون پر نظر ثانی کے لیے ایک کمیٹی کے قیام کا شوشہ چھوڑا گیا۔ یہ صورتِ حال ہمارے لیے خاصی تشویش ناک تھی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں اِنسدادِ توہینِ رسالت قانون کی موجودگی اَز حد ضروری ہے، اِس لیے کہ اِس قانون نے بہت سے فساد اَور قتل و غارت کا دروازہ بند کر رکھا ہے چنانچہ نہ صرف یہ کہ پاکستان کی سطح پر اِس قانون کی ہر قسم کی قطع و برید سے حفاظت کرنا ضروری ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک ایسے قانون کی بڑی ضرورت ہے جس سے تمام قابلِ احترام مذہبی شخصیات بالخصوص حضراتِ اَنبیاء کرام علیہم السلام کی عزت و ناموس کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

پوری دُنیا بالخصوص پاکستان میں فساد و اِنتشار پھیلانے کی خواہاں قوتوں کی درینہ خواہش رہی ہے کہ وہ اِنسدادِ توہینِ رسالت قانون کو ختم یا اِسے غیر مؤثر کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ایسی قوتوں کے لیے آسیہ مسیح سونے کی چڑیا ثابت ہوئی اَور سابق گورنر پنجاب کی طرف سے پھینکے گئے پہلے پتھر کے بعد ایسی قوتیں حرکت میں آ گئیں اَور ہمیں بخوبی اَندازہ ہو گیا کہ یہ مخصوص لابی اپنے دَرینہ اَیجنڈے کی تکمیل اَور اِس قانون

کے خاتمے کے لیے اِس وقت کس حد تک جا سکتی ہے کیونکہ اِس لابی کے خیال میں اِس قانون پر آخری اَور کاری ضرب لگانے کے لیے یہ ایک آئیڈل موقع تھا اَور وہ اِس طرح کہ ایک طرف پنجاب میں سب سے اہم آئینی عہدہ سلمان تاثیر کے پاس تھا جو اِس لابی کے پرانے مہربان بلکہ رہنما سمجھے جاتے تھے، دُوسری طرف پیپلز پارٹی اِقتدار میں تھی اَور اِس پارٹی سے ہمیشہ سیکولر اِنتہا پسند بہت سی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں۔ اُدھر عالمی سطح پر بھی اِس معاملے میں پاکستان پر بہت زیادہ دباؤ تھا اَور نبی اَکرم ﷺ کے دِل آزار، شرانگیز اَور توہین آمیز خاکے بنانے والے گروہ نے عالمی طاقتوں اَور رائے عامہ کو اِس بری طرح یرغمال بنا رکھا ہے، اُن کی طرف سے بھی مسلسل ناموسِ رسالت کے خلاف غوغا آرائی جاری تھی۔

اِس کے ساتھ ساتھ مسیحی برادری کو اِس قانون سے ڈرا کر باقاعدہ فریق بنا لیا گیا اَور اِس معاملے کو مسلم مسیحی محاذ آرائی کا رنگ دینے کی کوشش کی جانے لگی اَور پھر آزادی اِظہارِ رائے اَور حقوقِ نسواں کے خوشنما نعروں کی آڑ میں اِس قانون کے خلاف معرکہ آرائی بھی جاری تھی، اِس لیے ہم نے بھی اِس معاملہ کو بگاڑ کی طرف جانے سے بچانے کے لیے مجبورًا میدانِ عمل میں نکلنے کا اِرادہ کیا اَور عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے رہنماؤں سے گزارش کی کہ ناموسِ رسالت کے معاملے میں آل پارٹیز کانفرنس بُلانی چاہیے۔

وہ ذرا گومگو کی کیفیت میں تھے اَور اُنہیں یہ فکر لاحق تھی کہ آل پارٹیز کانفرنس کی کامیابی کیسے یقینی بنائی جائے گی لیکن جب اُنہیں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی اَور کانفرنس کی کامیابی کی ذمہ داری لی تو یہ طے پایا کہ ۱۵؍دسمبر کو اِسلام آباد میں آل پارٹیز تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس منعقد کی جائے گی۔

۱۵؍دسمبر کو منعقد ہونے والی کانفرنس ایک یادگار کانفرنس تھی جس میں ملک بھر کی تمام اہم مذہبی اَور سیاسی جماعتوں نے بھرپور اَنداز سے شرکت کی۔ اِس موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ۲۴؍دسمبر کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کیے جائیں گے۔ کانفرنس کے فیصلے کے مطابق ۲۴؍دسمبر کو ملک بھر میں مظاہرے ہوئے۔ ۳۱؍دسمبر کو تاریخ ساز شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی پھر ۷؍جنوری کو کراچی میں عظیم الشان ریلی کا اِنعقاد کیا گیا۔ ۳۰؍جنوری کو لاہور میں عظیم الشان ریلی نکالی گئی۔ اِس تحریک کے دوران مسلمانانِ پاکستان اَور تحریکِ تحفظِ ناموسِ رسالت کے قائدین و کارکنان کے تین بڑے مطالبات تھے :

پہلا مطالبہ یہ تھا کہ حکومت اِنسدادِ توہینِ رسالت قانون میں ہر قسم کی ترمیم و تحریف سے باز رہے۔

وزیرِ اعظم اِسمبلی فلور پر پالیسی بیان دیں اَور باضابطہ طور پر یہ اعلان کیا جائے کہ اِس قانون میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جارہی۔

دُوسرا مطالبہ یہ تھا کہ حکومتی خاتون رُکن اسمبلی کی طرف سے تیار کیا گیا ترمیمی بل غیر مشروط طور پر واپس لیا جائے۔

اَور تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ وفاقی وزیرِ اَقلیتی اُمور شہباز بھٹی کی سربراہی میں بننے والی اِس مبینہ کمیٹی کو تحلیل کیا جائے جس کو قانونِ ناموسِ رسالت پر ''نظرِ ثانی'' کا ٹاسک دیا گیا تھا۔

اِن تینوں مطالبات کو منوانے کے لیے عوامی سطح پر احتجاجی تحریک جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ ہم نے مختلف محاذوں پر کام جاری رکھا۔ اِس تحریک کے دوران جو چیز سب سے زیادہ اہمیت کی حامل تھی وہ یہ کہ مختلف مکاتبِ فکر کے رہنماؤں کے مابین اِتحاد و اِتفاق کی فضاء برقرار رہے اَور ناموسِ رسالت قانون کے خاتمے کے لیے سرگرمِ عمل اَندرون و بیرون ملک موجود قوتوں کو یہ بتایا جائے کہ ناموسِ رسالت کے معاملے میں تمام لوگ متحد و متفق ہیں۔ اِس حوالے سے ہم نے اِیثار سے بھی کام لیا اَور اِحتیاط سے بھی۔ جہاں کہیں دو مکاتبِ فکر یا دو جماعتوں کے درمیان کسی قسم کی دُوریوں کا یا غلط فہمی کی اِطلاع ملی اُس کے تدارک کی کوشش بھی کی اَور صلح صفائی کا اہتمام بھی کیا۔

اِس کے ساتھ ساتھ میڈیا مہم میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا رائے عامہ پر اَثر اَنداز ہونے والی اہم شخصیات سے اِنفرادی اَور اِجتماعی ملاقاتیں کر کے اُنہیں اِس معاملے کی حساسیت و نزاکت سے آگاہ کرنے کی کوشش کی اَور قرآن و سنت کی روشنی میں اُن کی ذہن سازی کا اہتمام بھی کیا۔ وفاق المدارس کے ملک بھر میں پھیلے ہوئے مدارس کے اَساتذہ و طلباء، وفاق المدارس کے فضلاء اَور اَئمہ و خطباء نے ملک بھر میں منعقد ہونے والی ریلیوں، کانفرنسوں، جلسوں اَور مظاہروں کی بھرپور کامیابی میں کلیدی کردار اَدا کیا۔ اِس کے ساتھ ساتھ ایک اہم محاذ جسے ہمارے اَکابر کبھی بھی نظر اَنداز نہیں کرتے تھے، اِس پر بھی ٹوٹی پھوٹی محنت کی کوشش کی اَور وہ تھا اہم حکومتی شخصیات، پالیسی سازوں اَور اَرکانِ پارلیمنٹ و سینٹ کے ساتھ رابطہ کاری کا محاذ۔ وزیرِ اعظم پاکستان سمیت ملک بھر کے اہم اَور کلیدی عہدوں پر فائز شخصیات کے ساتھ اِس تحریک کے دوران مسلسل رابطہ رہا اَور اُنہیں اِس اہم ترین معاملے میں قرآن و سنت، دلائل و منطق اَور ملکی مفادات و ترجیحات کی روشنی میں

درست فیصلے اَور صحیح نتیجہ تک پہنچانے کے لیے اپنی بساط کے مطابق کوششیں جاری رکھیں۔

یوں تو ہر اہم شخصیت اَور جماعت نے اِس مبارک تحریک میں بھر پور اَنداز سے حصہ لیا مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں خصوصیت کے ساتھ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی کاوِشوں کا ذکر نہ کرنا یقیناً نا اِنصافی ہوگی اُنہوں نے اِس تحریک میں بہت ہی فعال، موثر اَور نتیجہ خیز کردار اَدا کیا۔ اپنے کئی بیرونی اَسفار ملتوی کیے۔ حکومت کے ساتھ محاذ آرائی، جدائی اَور ڈیڈ لاک کے باوجود وہ ناموسِ رسالت کے معاملے میں اہم حکومتی شخصیات کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہے اَور اُنہیں قائل کرنے اَور صحیح فیصلہ کرنے پر آمادہ کرنے میں بلا شبہ مولانا نے کلیدی کردار اَدا کیا۔

تین ماہ کی اَنتھک جدّ وجہد کے بعد بالآخر حکومت کی طرف سے پوری قوم بالخصوص تحریکِ ناموسِ رسالت کے قائدین کے مطالبات کی روشنی میں مبنی برحقیقت مؤقف کا باقاعدہ اعلان کردیا گیا۔ اِس کی سبیل کچھ یوں بنی کہ قانونِ ناموسِ رسالت کے حوالے سے شروع ہونیوالے جملہ اُمور کے سلسلے میں حکومت نے وفاقی وزارتِ قانون سے مشاورت طلب کی۔ وفاقی وزارتِ قانون کی طرف سے ناموسِ رسالت کے معاملے میں قرآن وسنت، تاریخی حوالوں، عالمی قوانین وغیرہ کی روشنی میں ایک جامع، پُرمغز، دلائل سے مزین اَور مبنی برحق سفارشات پر مشتمل دَستاویز وزیر اعظم اَور دیگر اَربابِ حل وعقد کی خدمت میں پیش کی گئی (اِس ستاویز پر اَگلے کالم میں گفتگو کی جائے گی، اِنشاء اللہ) اُس کی روشنی میں عزت مآب وزیر اعظم اِسلامی جمہوریہ پاکستان نے جو تحریری آرڈر جاری کیا اُس کے بارے میں اُنہوں نے نہ صرف یہ کہ فون کر کے راقم الحروف کو آگاہ کیا بلکہ فوری طور پر اِس آرڈر کی کاپی فیکس بھی کروائی جس میں لکھا گیا تھا کہ :

> ''وزیر اعظم پاکستان نے وزیر قانون واِنصاف وپارلیمانی اُمور کی تجاویز کی بخوشی منظور دے دی ہے ....تمام متعلقہ وزارتوں کو ضروری اِقدامات کی ہدایات کی جاتی ہے ....منظور شدہ تجاویز کی کاپی اَلگ سے اِرسال ہے۔''

اِس کے بعد وزیر اعظم نے نہ صرف یہ کہ اسمبلی فلور پر پالیسی بیان میں اِعلان کیا کہ: ''حکومت ناموسِ رسالت قانون میں کسی قسم کی ترمیم وتحریف کا کوئی اِرادہ نہیں رکھتی'' بلکہ اُنہوں نے اپنی پارٹی کی خاتون رُکن کو بھی اِس قانون کے حوالے سے ترمیمی بل واپس لینے کا حکم دے دیا جس پر مذکورہ خاتون نے اپنا بل

واپس لے لیا اَور وفاقی وزیر برائے اَقلیتی اُمور کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی کے بارے میں بتایا کہ ایسی کسی کمیٹی کا اَوّل تو کوئی نوٹیفکیشن ہی جاری نہیں ہوا اَور اَگر بالفرض ایسی کوئی کمیٹی موجود بھی ہے تو وہ تحلیل کی جاتی ہے۔

یوں اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے وطنِ عزیز ایک بہت بڑے بحران سے محفوظ ہو گیا اَور اِسلامیانِ پاکستان اَور تحریکِ ختمِ نبوت کے قائدین اَور کارکنان کو اللہ رب العزت نے فتح مبین عطاء فرمائی اَور نبی اَکرم ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ کیجیے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی رہنما قائدعوام ذوالفقار علی بھٹو کو اللہ تعالیٰ نے مسئلہ ختم نبوت کو حل کرنے اَور ہمیشہ کے لیے قادیانیوں کو کافر قرار دِلانے کا اَعزاز عطاء فرمایا اَور اُن ہی کی پارٹی کے دَورِ اِقتدار میں ناموسِ رسالت کے معاملے پر مہر تصدیق و تائید ثبت کروائی فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی ذَالِکَ .

عاشقِ قرآن حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ

﴿ مولانا محمد عابد صاحب، ناظم صُفَّہ ٹرسٹ لاہور ﴾

۞ ۞ ۞

نام : شریف اَحمد صدیقی

پیدائش : ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں کیرانہ ضلع مظفرنگر (اِنڈیا)

والدین کریمین : والد صاحب کا نام نیاز اَحمد صدیقی ہے۔آپ کی وفات ۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ/۱۲/اپریل ۱۹۴۷ء بروز ہفتہ کیرانہ ضلع مظفرنگر میں ہوئی۔آپ کی والدہ ماجدہ کا اِنتقال ۲۷ر ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ/ ۲۵رجنوری ۱۹۵۲ء بروز جمعۃ المبارک کراچی میں ہوا اَور قبرستان میوہ شاہ (کراچی) میں تدفین ہوئی۔

اِبتدائی تعلیم : ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں تعلیم کی بسم اللہ ہوئی۔قاعدہ اَور ناظرہ سے فراغت کے بعد صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں ماہِ شعبان ۱۳۴۶ھ میں قرآنِ پاک کے حفظ کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔حفظ میں آپ کے اُستاذ حضرت حافظ رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ تھے۔حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے پہلی تراویح سترہ سال کی عمر میں ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء پہاڑ گنج دہلی میں پڑھائی۔

درسِ نظامی کی تعلیم : قرآنِ کریم حفظ کے بعد آپ کے والد ماجد نے آپ کو حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کی زیرِ تربیت مدرسہ اَمینیہ دہلی میں داخل کروایا۔ یہاں آپ نے کافیہ تک تعلیم حاصل کی۔ اِس دوران مدرسہ عالیہ فتح پوری جا کر حضرت مولانا قاری حامد حسین صاحبؒ سے تجوید کی مشق بھی کرتے رہے۔

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء میں دارُالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا لیکن آب و ہوا راس نہ آنے کے سبب چند ماہ بعد دہلی آکر مدرسہ عالیہ فتح پوری میں داخلہ لے لیا اَور موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کی۔

مدرسہ عالیہ میں آپ نے جن اَساتذۂ کرام سے کسبِ فیض کیا اُن میں سے چند نمایاں نام درجِ ذیل ہیں :

(۱) حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ (م:۱۹۸۰ء) شیخ الحدیث دارُالعلوم دیوبند

(۲) حضرت مولانا شریف اللہ خان صاحب ؒ

(۳) حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب پشاوری ؒ

(۴) حضرت مولانا ولایت اَحمد صاحب سنبھلی ؒ

(۵) حضرت مولانا مفتی اَشفاق الرحمن صاحب کاندھلوی ؒ (م: ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۹ء)

(۶) حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب ؒ (م: ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء)

(۷) حضرت قاری حامد حسین صاحب ؒ (م: ۱۹۵۵ء)

دورۂ حدیث شریف : حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث شریف کے لیے جامعہ اِسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک ضلع بلساڑ (گجرات) کا اِنتخاب فرمایا اور دورۂ حدیث شریف کی کتب مندرجہ ذیل اَساطینِ علم وفضل سے پڑھیں :

(۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر اَحمد صاحب عثمانی ؒ (م: ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء) سے بخاری شریف۔

(۲) حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب اَمروہوی ؒ (م: ۱۳۶۷ھ) سے مسلم شریف، اَبوداؤد شریف (بقیہ حصہ) بیضاوی شریف، نسائی شریف، مؤطا اِمام محمد ؒ اَور مؤطا اِمام مالک ؒ۔

(۳) حضرت مولانا سیّد بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی ؒ (م: ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) سے ترمذی شریف اَور شمائل ترمذی۔

(۴) حضرت مولانا سراج اَحمد صاحب بابا رشیدی ؒ (م: ۱۰/ ذوالحج ۱۳۵۶ھ) سے اَبوداؤد شریف کا اِبتدائی حصہ۔

علامہ عثمانی ؒ کی طرف سے خصوصی اِنعام : ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۹ء میں حضرت قاری صاحب ؒ نے کتب اَحادیث پڑھ کر سندِ فضیلت حاصل کی۔ اِس موقع پر آپ کے اُستاذِ گرامی حضرت علامہ عثمانی ؒ نے آپ کی اِستعداد اَور لیاقت کی بنا پر آپ کو اپنی تصنیف "**فتح المُلهم شرح عربی صحیح مُسلم**" عطا فرمائی۔ جامعہ اِسلامیہ تعلیم الدین ضلع گجرات ڈابھیل میں فضلاء جامعہ کی فہرست میں آپ کا نمبر ۷۷۴ ہے۔

علمِ طب کی تحصیل : آپ نے حکیم محمد مختار حسن صاحب سے علمِ طب پڑھا اَور کچھ عرصہ دہلی میں اُن کے مطب پر بیٹھتے بھی رہے۔

فنِ تجوید کی تکمیل : دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ جا کر شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحبؒ سے فنِ تجوید کی تکمیل کی۔ حضرت قاری عبدالمالک صاحب رحمہ اللہ نے ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء میں آپ کو سند عطا فرمائی۔

فنِ خوش نویسی : حضرت قاری صاحبؒ نے فنِ خوش نویسی بھی حاصل کیا۔ آپ کا خط نہایت عمدہ تھا اَور وفات تک خط کی عمدگی باقی رہی۔

شادی خانہ آبادی : ۱۹۴۴ء کے لگ بھگ آپ رشتۂ اِزدواج میں منسلک ہوئے۔ حضرت قاری صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ آٹھ سال شدید بیمار رہنے کے بعد ۱۴؍رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ/ ۲۷؍دسمبر ۱۹۶۶ء کو رات ساڑھے بارہ بجے اِس دار فانی سے دارِ باقی کو رِحلت فرما گئیں۔ اگلے روز حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانویؒ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اَور قبرستان میوہ شاہ میں ''اَنجمن مسلمانانِ پنجاب'' کے احاطہ میں تدفین ہوئی۔

اَولاد واَحفاد : آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادیاں اَور دو صاحبزادے عطاء فرمائے جن میں سے حافظ رشید اَحمد صاحب حفظہ اللہ کے علاوہ سب عہدِ طفولیت ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ رشید احمد صاحب کے ذریعہ آپ کے سلسلۂ نسب کو چلایا۔ آپ کے یہاں دو صاحبزادیاں اَور پانچ صاحبزادے پیدا ہوئے جن میں سے ایک صاحبزادے حافظ منیر اَحمد کا اِنتقال ہو چکا ہے۔ سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا تنویر اَحمد صاحب شریفی مدظلہم ہیں جو حضرت قاری صاحبؒ کی خاص توجہ کا مرکز رہے۔ آپ فاضل درسِ نظامی ہیں، ماشاء اللہ ذِی علم اَور ذِی اِستعداد ہیں۔ قاری صاحبؒ کی حیات ہی سے مسجد سٹی سٹیشن اَور جامعہ تعلیم القرآن شریفیہ کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہیں اَور عمدگی کے ساتھ اِسے چلا رہے ہیں حضرت قاری صاحبؒ آپ سے مطمئن اَور خوش تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ مولانا تنویر احمد صاحب شریفی کے یہاں ہی قیام فرماتے تھے۔ مولانا تنویر احمد صاحب نے سعادت مند پوتے ہونے کا پورا ثبوت دیا حضرت قاری صاحبؒ کے ہر طرح کے راحت وآرام کا خیال رکھا، حضرت قاری صاحبؒ اِس پر بہت خوشی کا اِظہار فرمایا کرتے تھے۔

سلوک واحسان : حضرت قاری صاحبؒ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ (م: ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) سے ۱۳۵۷ھ میں بیعت کا تعلق قائم فرمایا۔ قیام پاکستان سے قبل براہِ راست آستانۂ مدنی پر حاضری دیتے اَور فیوضاتِ مدنی سے فیض یاب ہوتے رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد خط وکتابت کے ذریعہ فیض یاب ہوتے رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا سیّد اَسعد صاحب مدنیؒ (م: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) کے مشورہ سے بانی جامعہ مدنیہ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس سرہٗ (م: ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء) سے اِصلاحی تعلق قائم فرمالیا۔ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد اَور خلفاء میں ممتاز ونمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ حضرت سیّد صاحبؒ نے حضرت قاری صاحبؒ کو ۱۳ر شوال المکرّم ۱۳۸۲ھ/ ۱۰ر مارچ ۱۹۶۳ء کو درجِ ذیل خط لکھ کر خلافت و اِجازت سے سرفراز فرمایا :

> ''میں آپ کو طرق اَربعہ معروفہ کی اِجازت دیتا ہوں، اَللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں اَور فیض جاری فرمائیں۔ اللہ آپ کو اَور ہمیں حسنِ خاتمہ کی دولت سے نوازیں۔''

جامعہ تعلیم القرآن شریفیہ : حضرت قاری صاحبؒ کے حفظ کے اُستاذ حضرت حافظ رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ اَور تجوید کے اُستاذ حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحبؒ نے آپ کو نصیحت فرمائی تھی کہ ''قرآن پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھنا'' اَساتذۂ کرام کی اِس نصیحت و وصیت پر عمل کرتے ہوئے آپ نے قرآنِ پاک پڑھانے کو وظیفۂ حیات بنالیا۔ اَولاً دہلی میں مسجد حوض والی نئی سڑک میں ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء مدرسہ قائم فرمایا۔ قیامِ پاکستان تک یہ مدرسہ اِسی مسجد میں چلتا رہا۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی تشریف لے آئے اَور دکھنی مسجد پاکستان چوک میں مدرسہ قائم فرمایا۔ ۱۰ر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ/ ۱۳ر اگست ۱۹۸۹ء تک یہ مدرسہ دکھنی مسجد میں رہا۔ ۱۱ر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ/ ۱۴ر اگست ۱۹۸۹ء میں یہ مدرسہ فیروز مینشن پاکستان چوک میں منتقل ہوگیا۔ رجب ۱۴۱۵ھ/ دسمبر ۱۹۹۴ء میں ''قرآن منزل'' جامعہ تعلیم القرآن شریفیہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے مستقل جگہ کا اِنتظام کرادیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی مدظلہم نے اِس جگہ کا سنگِ بنیاد رکھا اَور اَب یہ مدرسہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے اَور حضرت قاری صاحبؒ کے لیے بہترین صدقۂ جاریہ ہے۔

تصنیف وتالیف : اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو تصنیف وتالیف کا ملکہ بھی عطاء فرمایا۔ پچاس کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں آپ کے قلمِ حقیقت رقم سے نکل کر مقبولِ عوام وخواص ہو چکی ہیں۔ آپ کی تصانیف مختلف موضوعات سے متعلق ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موضوعات کے نام نذرِ قارئین کیے جائیں ملاحظہ فرمائیں :

(۱) قرآنیات (۲) حدیثیات (۳) اَرکانِ اِسلام (۴) سیرت وسوانح (۵) تاریخ و تذکرہ (۶) فضائل (۷) حقوق (۸) عمومی دینیات

اَوصاف وخصائل : اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کو ایسے اَوصاف و اِمتیازات سے نوازا تھا جو خال خال ہی کسی کو نصیب ہوتے ہیں۔ مجھ جیسا کم سواد وکم علم اِس بارے میں کیا تحریر کر سکتا ہے۔ سادگی وتواضع اَور عاجزی و اِنکساری نے آپ کی شخصیت پر ایسا پردہ ڈال رکھا تھا کہ عوام تو عوام خواص بھی آپ کے مرتبہ ومقام کا صحیح اَندازہ نہ لگا سکے۔ تقویٰ وطہارت، خلوص ولِلّٰہیت کے پیکر تھے، اَکابر اہلِ سنت کے ترجمان اَور اَکابر علماءِ دیوبند کے علوم کے وارِث واَمین اَور نمونۂ اَسلاف تھے۔ محبت رسول اللہ ﷺ اَور اِتباعِ سنت میں کمال درجہ کے حامل تھے، خوش مزاجی، ظرافت اَور وضع داری آپ کی طبیعتِ ثانیہ تھے پیرانہ سالی کے باوجود مزاج میں خشکی اَور چڑچڑاپن نہیں تھا بلکہ طبیعت شگفتہ اَور مزاج اِنتہائی خوشگوار رہتا تھا، ہر ایک کے ساتھ اُس کے درجہ اَور مرتبہ کے مطابق سلوک فرماتے تھے، علاوہ اَزیں سینکڑوں خوبیوں کے مالک تھے۔ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت حاجی محمود احمد صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ سے متعلق اپنی ایک نظم میں حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی نذر چند اَشعار کیے ہیں، ملاحظہ فرمائیں :

ہیں شریف احمد کریم النفس مردِ بے نظیر
عالمِ دینِ مبیں ہیں صاحبِ روشن ضمیر
جامعہ کے ساتھ اِن کو ہے دِلی وابستگی
شغل ہے تعلیمِ دیں ، تعلیم بھی قرآن کی
کیا کہوں میں اِن کے اَخلاقِ کریمانہ کی بات
دین و دَانش سے مزین ذات اِن کی پُر صفات

جامعہ مدنیہ سے تعلق : حضرت قاری صاحبؒ اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ بانی جامعہ مدنیہ سے بہت زیادہ تعلق تھا، اِسی نسبت سے جامعہ مدنیہ سے بھی تعلق رکھتے تھے، ہر قسم کی معاونت میں پیش پیش رہتے تھے، حضرتؒ بانی جامعہ آپ سے مدرسہ کے اُمور میں مشاورت کرتے تھے، حضرت سیّد صاحبؒ نے جو خطوط حضرت قاری صاحبؒ کو لکھے تھے اُنہیں پڑھ کر دونوں حضرات کے باہمی تعلقات کا اَندازہ ہوتا ہے، حضرت قاری صاحبؒ جامعہ مدنیہ کی مجلس شوریٰ کے رُکن خاص اَور سرپرست تھے۔

علالت : عرصۂ دراز سے حضرت قاری صاحبؒ علیل اَور صاحبِ فراش تھے۔ اللہ کا خاص فضل و احسان تھا کہ پیرانہ سالی اَور کثرتِ اَمراض کے باوجود ہر وقت ذکر و اَذکار اَور قرآنِ پاک پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہتے تھے۔

وفات : ۲۱ر ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/ ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء بروز اِتوار دوپہر ظہر کے بعد تین بجے جان جاں آفرین کے سپرد کی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

آپ کی وصیت کے مطابق غسل و تکفین اَور تدفین میں اِنتہائی عجلت سے کام لیا گیا اَور اِنتقال کے ساڑھے چار گھنٹے بعد آپ کی رہائش گاہ سے سینکڑوں تلامذہ اَور مریدین کے کندھوں پر جنازہ اُٹھا کر جامع مسجد سٹی سٹیشن لایا گیا اَور رات کو عشاء بعد آپ کے حفید حضرت مولانا تنویر احمد صاحب شریفی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک اَندازہ کے مطابق آٹھ سے دس ہزار اَفراد نے اِس مردِ خوش اَنفاس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی، بعد اَزاں آپ کی وصیت کے مطابق ''قبرستان میوہ شاہ'' میں ''اَنجمن مسلمانانِ پنجاب'' کے اِحاطہ میں آپ کی اہلیہ کے قریب تین قبروں کے فاصلے سے تدفین ہوئی رَحِمَہُ اللّٰہُ رَحْمَةً وَ اسِعَةً راقم الحروف نے ''شہیدِ عشق شریف احمد'' سے تاریخ وفات ۱۴۳۲ھ نکالی ہے، یاد رہے کہ عشق سے مراد عشقِ خدا و رسول ہے۔

تشدد سے پاک پاکستان.......تصویر کا دُوسرا رُخ

جناب محمد اَسلم صاحب غوری، ناظمِ اِطلاعات جے یو آئی سندھ کا خطاب

﴿ جناب منیر اَحمد صاحب فاروقی ﴾

پاکستان بھر کے اَخبار کے اَیڈیٹر کی نمائندہ تنظیم کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز اَیڈیٹرز کے زیرِ اہتمام ۲۹/جنوری ۲۰۱۱ء کو اَواری ہوٹل کراچی میں ''تشدد سے پاک پاکستان'' کے عنوان تلے ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی گئی جس میں سیاسی مذہبی جماعتوں کے قائدین ،سول سوسائٹی کے نمائندوں ، بڑے اَخبارات کے اَیڈیٹرز اَور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اَفراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اِجلاس کا موضوع ''تشدد سے پاک پاکستان'' رکھا گیا تھا لیکن اِبتداء کے مقررین کے گفتگو واَنداز دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ یہ کانفرنس مدارس اَور مذہبی جماعتوں کو لعن طعن کرنے اَور ملک میں جاری دہشت گردی،تشدد کا تمام تر ذمہ دار اِنہیں قرار دینے کے لیے بُلائی گئی ہے تاکہ دینی طبقات خصوصًا مدارس کے خلاف اَخبارات کے اَیڈیٹرز کی اِس کونسل کی جانب سے بھرپور مہم شروع کی جاسکے۔

اِس آل پارٹیز کانفرنس کے پہلے مقرر سیکولرازم کے علمبردار ساؤتھ ایشا میڈیا ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری اِمتیاز عالم تھے۔اُنہوں نے اپنے سیکولرانہ خیالات کے مطابق مدارس کو نشانہ بنانا شروع کیا اَور کہا کہ پہلے مدرسہ کمیونٹی کے کنٹرول میں تھا اَور کمیونٹی محلّہ شہر وگاؤں مولوی صاحب کا تقرر کرتے تھے،اَب مولانا حضرات آزاد ہوگئے ہیں ،مدارس میں مذہب کی بنیادی باتیں نہیں پڑھائی جاتیں بلکہ ایسا لٹریچر پڑھایا جاتا ہے کہ پندرہ سولہ سال کا لڑکا دُوسرے فرقے کے لوگوں کو نشانہ بنا کر جنت میں پہنچنے کا وسیلہ سمجھتا ہے اَور اِس سے وہ بالآخر خودکش بمبار بن جاتا ہے۔

اِمتیاز عالم کے بعد دُوسرے مقرر حاجی حنیف طیب تھے جو خیر سے ایک مذہبی مکتبِ فکر کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اُنہوں نے اِمتیاز عالم کے زہر اَنگیز خیالات کا جواب دینے کی بجائے نہایت معذرت خواہانہ اَنداز میں اپنے خیالات کا مختصر اِظہار کیا۔ اِن کے بعد مدارس پر اِلزامات کا یہ سلسلہ چل پڑا اَور بعد میں آنے والے مقررین کراچی یونین آف جرنلسٹ کے خورشید عباسی، کرچی پریس کلب کے سابق صدر اِمتیاز خان،

فاران ہیومن رائٹس آف پاکستان کے اَسد اِقبال بٹ، ایم کیو ایم کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر حیدر عباس رضوی، سندھ ترقی پسند پارٹی کے علی حسن چانڈیو، عوامی تحریک کے قادر رَانڈو، عوامی پارٹی کے حسن ناصر، سندھ یونائیٹڈ پارٹی کے غلام شاہ اَیڈوکیٹ، سابق وفاقی وزیر قانون اِقبال حیدر اَیڈووکیٹ سمیت اکثر مقررین نے بالواسطہ یا بلا واسطہ اپنی تقاریر میں تشدد کے پھیلاؤ کا ذمہ دار مدارس، دینی طبقے اَور مذہبی جماعتوں کو قرار دیتے ہوئے اِلزامات کی بوچھاڑ کردی۔

لیکن آل پارٹیز کانفرنس کے شرکاء کو اُس وقت شدید حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب ایک مقرر نے آکر مدارس کا اِتنے مدلل اَنداز میں اَور جذباتی سٹائل میں دفاع کیا کہ اُن کے تمام اِلزامات دھرے کے دھرے رہ گئے اَور اُس نے کانفرنس کا پورہ رُخ ہی بدل دیا، جی ہاں! یہ مقرر جمعیت علماء اِسلام سندھ کے سیکرٹری اِطلاعات و جے یوآئی کراچی کے جنرل سیکرٹری محمد اَسلم صاحب غوری اَیڈووکیٹ تھے جنہوں نے سیکولر طبقہ کی اِس کانفرنس میں مدارس کا بہترین اَنداز میں دفاع کر کے اپنے اَسلاف کی تابندہ روایات کو زندہ رکھا اَور تشدد کی اَصل وجوہات وحقائق کو ایسا کُھل کر بیان کیا کہ پورا ہال اِن کے خیالات سے اِتفاق کرنے پر مجبور ہوگیا۔

محمد اسلم صاحب غوری نے کہا کہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ تشدد کیا ہے؟ اِمتیاز عالم صاحب اَور میرے بھائی اِمتیاز فاران نے ایک ''اِمتیاز'' برتا ہے کہ تشدد کا ایک حصہ دِکھایا اَور تشدد کا صرف ایک رُخ زیر بحث رہا۔ آپ نے معاشی محرومی کی بات نہیں کی، آپ نے بیروزگاری کی بات نہیں کی، آپ نے صوبوں کے حقوق اَور ملازمتوں کی فروختگی کی بات نہیں کی، آپ نے لاء اینڈ آرڈر کنٹرول کرنے والی ایجنسیوں کی بات نہیں کی، آپ قوم کو ایک رُخ کیوں دِکھانا چاہتے ہیں؟

یہاں آپ تشدد سے پاک پاکستان کی بات کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اِس پر تو بات کریں کہ تشدد ہے کیا؟ جب ہم خیبر پختون خواہ جاتے ہیں پنجاب میں جاتے ہیں تو وائلنس کی شکل کچھ اَور ہوتی ہے، جب بلوچستان جاتے ہیں تو وائلنس کی شکل اَور ہے، جب کراچی آتے ہیں تو وائلنس کی اَور شکل ہے، جب اَندرونِ سندھ دیکھتے ہیں تو تشدد کی شکل کچھ اَور نظر آتی ہے۔ کیا کراچی میں جو خونریزی ہورہی ہے جو میرے روشن خیال دوست کررہے ہیں وہ بھی مدارس کررہے ہیں؟ میں آج ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں میری

بات غور سے سن لیں کہ تمام مدارس میں میٹرک تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بیشتر مدارس میں کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اِس کراچی میں ایک مدرسہ ہے جو یونیورسٹی کراچی کے ساتھ اِلحاق کر کے یونیورسٹی کی ڈگری ایشو کررہا ہے۔ لیکن آپ نے کیا کیا؟ آپ نے ۱۹۴۷ء سے لے کرآج تک لارڈ میکالے کا دیا ہوا نظام ہمارے سروں پر مسلط کررکھا ہے۔ کیا آپ نے اِس پاکستان میں اپنے بچوں کو جو تعلیم دی اُس سے کوئی مفتی پیدا ہوسکتا ہے؟ اِس تعلیم سے کوئی قاری پیدا ہوسکتا ہے؟ اِس نظامِ تعلیم سے کوئی شیخ الحدیث پیدا ہوسکتا ہے؟ اِس تعلیم سے کیا کوئی حافظِ قرآن پیدا ہوسکتا ہے؟ آپ نے جو تعلیم دی اُس تعلیم سے تو دہشت گردی پیدا ہوتی ہے۔

آج کسی بھی یونیورسٹی میں کوئی بچہ چلا جائے جو غیر جانبدار ہو اَور کسی پارٹی کا نہ ہو تو آپ دیکھیں کہ وہ دو دِن یونیورسٹی میں نہیں رہ سکتا، جب تک اُسے کسی بھی طلبہ تنظیم کا سہارا نہ لینا پڑے۔ آپ اِس کی بات کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ کی یونیورسٹیوں اَور کالجز میں دہشت گردی نہیں ہورہی؟

چلیں میں آپ کو کراچی میں دِکھاتا ہوں، آپ وہاں کیوں آنکھیں بند کرلیتے ہیں؟ کراچی کے تعلیمی اِداروں میں رینجرز کے سایہ میں طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں وہ دہشت گردی نہیں ہے؟ ایک مدرسہ جو فری تعلیم دے رہا ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ دہشت گردی کررہا ہے۔ اگر دہشت گردی میں دو یا تین فیصد ملوث ہیں تو پچانوے فیصد کیا یہی کام کررہے ہیں؟ آپ اپنی یونیورسٹی سے مفتی بنائیں، آپ عالم اَور قاری پیدا کریں، آپ ہمارے مدرسہ کی طرح فری تعلیم دیں، ہمیں تو شوق نہیں مدرسہ چلانے کا۔

آپ نے تعلیم کے دو تین معیار بنائے ہیں۔ آپ مجھ سے طلب کرتے ہیں کہ میں اِنجینئر دُوں، بھائی جب قرآن و حدیث پڑھاؤں گا تو میں شیخ الحدیث اَور عالم دُوں گا۔ آپ مجھ سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں ڈاکٹر یا اِنجینئر دُوں۔ جب آپ نے اپنے نظامِ تعلیم کو ہی بیلنس نہیں کیا تو اِس کے ذمہ دار ہم ہیں کیا....؟

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ اِلا اللہ۔ اگر آپ نے اِس اِیشو پر پاکستان چلایا ہوتا تو آج یہ حال نہ ہوتا مجھے بتائیں کہ بلوچستان میں ۷۰ء دہائی سے آپریشن کا سلسلہ چل رہا ہے، ۳۵ سال کا وہ بچہ جوان ہوگیا جو پہاڑی پر پیدا ہوا تھا کیا وہ بندوق چھوڑ کر کتاب پکڑے گے؟ اِس کی تو کسی نے بات نہیں کی، آج پورے بلوچستان میں جو آپریشن ہورہا ہے، اِس کی تو کسی نے بات نہیں کی، آج بلوچستان میں قومی پرچم لہرانا اَور

قومی ترانہ سننا مشکل ہو رہا ہے، اِس کی تو کسی نے بات نہیں کی۔

اَفسوس ہے کہ آپ ایک مخصوص طریقے پر چلتے ہیں اَور آپ لوگوں کے خیالات ایک طرف جاتے ہیں۔ ایک اِنٹر نیشنل اَیجنڈے نے ہماری میڈیا کو اِتنا اَنڈر پریشر کیا ہے کہ آپ سب لوگ ایک ہی گردان کرتے رہتے ہیں۔ میرے بھائی اَنیق اَحمد نے بہت اچھی بات کی ہے کہ ہمیں نرسریاں ختم کرنی ہوں گی۔ یمن میں ڈرون حملوں کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں، آپ کیوں سو رہے ہیں؟ ایک آدمی کو مارنے کے لیے بیس آدمی مارے جاتے ہیں، کیا ہو رہا ہے یہ؟ کیا اِن بیس آدمیوں کے بچے خودکش حملہ آور نہیں بنیں گے؟

اَندرونِ سندھ میں جو ہو رہا ہے، ڈکیتیاں پورے عروج پر ہیں نو بجے کے بعد گھروں سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے، یہ وائلنس کس نے پھیلایا ہے، کیا اِس میں کسی مدرسے کا فاضل، عالم، مفتی، قاری ملوث ہے؟ آج تک سیلاب زدگان کو بسایا نہیں، وہ سڑکوں پر پڑے ہیں وہ چھینیں گے نہیں؟ آپ نے قوم کو دیا کیا ہے؟ آپ کی حالت تو یہ ہے کہ آپ کی پارلیمنٹ ایک قرارداد متفقہ طور پر پاس کرتی ہے لیکن دو سال گزر جانے کے باوجود اُس پر عمل دَرامد نہیں ہوتا۔

ہم نے سب سے زیادہ دہشت گردی کا سامنا کیا ہے۔ ہمارے سابق ایم این اے شیخ الحدیث مولانا حسن جان صاحب جنہوں نے اے این پی کے قائد خان عبدالولی خان کو ہرایا تھا اُنہوں نے سب سے پہلے فتوی جاری کیا تھا کہ پاکستان میں خودکش حملے حرام ہیں، اُنہیں شہید کر دیا گیا۔ میرے سابق ایم این اے مولانا معراج الدین صاحب قریشی کو شہید کر دیا گیا، اُن کا جرم کیا تھا؟ یہی کہ وہ صلح جو شخص تھے اُنہوں نے وزیرستان میں اَمن کی راہ ہموار کی، مفتی نظام الدین صاحب شامزئی شہید کے قاتل پکڑے ہیں آپ نے؟ مفتی جمیل صاحب شہید کے قاتل گرفتار ہوئے آج تک؟ سانحہ نشتر پارک کے شہداء کے قاتل پکڑے ہیں آپ نے؟

جب آپ ایسے حالات پیدا کریں گے تو اگر یہاں کا بچہ گن نہیں اُٹھا سکتا تو وزیرستان کے بچے کو گن اُٹھانی آتی ہے، جب اُس کی نظروں کے سامنے اُس کا پورا خاندان ڈرون برباد کرے گا تو وہ خودکش جیکٹ پہن کر آپ کے بازاروں کا رُخ کرے گا کہ آپ کیوں سو رہے ہیں، آپ کیوں نہیں بولتے؟ تشدد کوئی خودرو پودا نہیں کہ خود بخود پیدا ہو۔ تشدد رَدِّعمل ہوتا ہے آپ کسی کو گالی دیں گے تب ہی وہ آپ کو تھپڑ مارے گا۔

محمد اسلم صاحب غوری اَیڈوکیٹ آل پارٹیز کانفرنس کے تیرویں مقرر تھے، اُن سے پہلے ایم کیو ایم کے حیدر عباس رضوی، اِقبال حیدر، حاجی حنیف طیب، اِمتیاز عالم جیسے سینئر مقررین نے خطابات کیے تھے لیکن کسی کے لیے کوئی ایک تالی نہیں بجی۔ آل پارٹیز کانفرنس میں پہلی تالی اَسلم غوری کی تقریر پر بجی اَور تقریر کے اِختتام پر پورا ہال دیر تک تالیوں سے گونجتا رہا، جبکہ اُن کی تقریر کے دوران بیشتر لیڈر اَور نمائندے اُن کی تائید میں مسلسل سر ہلاتے رہے۔ محمد اسلم صاحب غوری کی اِس جرأتمندانہ اَور حقیقت پسندانہ تقریر کے بعد آنے والے مقررین میں سے کسی کو مدارس کے خلاف کھل کر تقریر کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

محمد اسلم صاحب صاحب غوری آل پارٹیز کانفرنس کے واحد اَور پہلے مقرر تھے جنہوں نے بلوچستان کی محرومی، وزیرستان کے حالات، ڈرون حملوں اَور شہید علماء کی بات مدلّل اَنداز میں اُٹھائی اَور سیکولر اِزم کے علمبرداروں کے اِلزامات کا بھرپور جواب دیا۔ کانفرنس کے اِختتام پر میر حاصل خان بزنجو اَور بلوچستان کے صحافیوں نے بلوچستان کا مسئلہ اُٹھانے پر محمد اسلم صاحب غوری کے پاس جا کر اُن کا شکریہ اَدا کیا، جماعت اِسلامی کے ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی اَور پاکستان کے سُنی اِتحاد کونسل کے حاجی حنیف طیب نے بھی محمد اسلم صاحب غوری کی جرأت مندانہ اَور حقیقت پسندانہ تقریر پر اُنہیں مبارکباد پیش کی اَور کہا کہ آپ نے حق اَدا کیا۔

جناب محمد اسلم صاحب غوری نے اَخبارات کے اَیڈیٹرز کے اِس نمائندہ اِجلاس میں مدارس، مذہبی طبقات اَور مذہبی جماعتوں کا بھرپور دفاع کر کے نہ صرف جماعت کے وقار میں اِضافہ کیا بلکہ اُن کو یہ میسج بھی دیا کہ جے یو آئی کے کارکن باطل کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے ہر جگہ کلمہ حق بلند کرتے رہیں گے۔

سی پی این ای کے اِس آل پارٹیز کانفرنس میں پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی سیکرٹری اِطلاعات فوزیہ وہاب، نیشنل پارٹی کے نائب صدر سینیٹر میر حاصل خان بزنجو، روزنامہ ایکسپریس کراچی کے اَیڈیٹر طاہر نجمی، سی پی این ای کے صدر اَور روزنامہ جناح کے اَیڈیٹر اِن چیف خوشنود علی خان، سی پی این ای کے جنرل سیکرٹری عامر محمود، سینئر صحافی ڈاکٹر جبار خٹک، جعفری اَلائنس کے شبیر رضا، جماعت اِسلامی کے ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی، ٹی وی اینکر اَنیق اَحمد، اے این پی کے یونس بونیری، سندھ پولیس کے ایس ایس پی جاوید اَکبر اَور سینئر صحافیوں، ٹی وی اینکرز، سمال ٹریڈز کے نمائندوں سمیت سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے اَفراد نے شرکت کی۔ ✡ ✡ ✡

دینی مسائل

﴿ وقف کا بیان ﴾

حقِ قرار سے کیا مراد ہے :

اِس سے مراد یہ ہے کہ کرایہ دار کو یقین دِلایا گیا ہو کہ یہ جائداد اُس کے قبضہ سے نکالی نہ جائے گی اِس یقین دہانی پر کاشتکار اپنا روپیہ اَور محنت صرف کر کے زمین کو ہموار کرتا ہے اَور کنواں وغیرہ بناتا ہے یا کرایہ دار اِس میں کوئی تعمیر وغیرہ قائم کرتا ہے اِس دائمی حق کو ''حقِ قرار'' کہتے ہیں۔

اگر پٹہ پر لینے والا شرائط کی پابندی کرے تو اُس کا حق دائمی قرار پاتا ہے اَور اُس کے اِنتقال کے بعد اُس کے وارِثوں کی طرف منتقل ہوتا ہے مگر یہ اِنتقال بحیثیت مِلک نہیں بلکہ بحیثیت اِستحقاق ہے۔

اَولاد میں اگر لڑکے اَور لڑکیاں ہوں تو یہ اِستحقاق صرف لڑکوں کو ملتا ہے۔ نرینہ اَولاد نہ ہو تو بعض فقہاء کے نزدیک یہ حق ساقط ہو جاتا ہے اَور بعض کے نزدیک لڑکی کو ملتا ہے۔ اگر لڑکی بھی نہ ہو تو بھائی کو اَور بھائی نہ ہو تو بہن کو اَور بہن بھی نہ ہو تو ماں کو یہ اِستحقاق ملتا ہے۔

مسئلہ : متولی وقف کو اِس کی پابندی اُس وقت تک لازم ہے جب تک کہ کاشتکار یا کرایہ دار سے مذکورہ شرائط میں سے کسی کی خلاف ورزی نہ ہو رہی ہو اَور جب کسی وقت کسی شرط کی خلاف ورزی ہونے لگے تو متولی وقف کے لیے ناجائز اَور حرام ہے کہ وہ اَراضی کو اُس کاشتکار یا کرایہ دار کے قبضہ میں چھوڑے رکھے۔

وقف کو غصب کرنا :

مسئلہ : اگر کسی وقف شدہ مکان یا اَراضی پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تو اُس کے واجب کرایہ کا تاوان غاصب کو دینا پڑے گا۔

مسئلہ : کسی وقف شدہ مکان پر مثلاً قبضہ تو نہیں کیا لیکن وہاں جانے کا راستہ ناجائز طور پر بند کر دیا جس کی وجہ سے اِس مکان کو کسی نے کرایہ پر نہ لیا تو اِتنے عرصہ کا تاوان راستہ بند کرنے والے کے ذمہ آئے گا۔

وقف کو تبدیل کرنا :

وقف میں ایک زمین کو دُوسری زمین سے بدلنا یا اِس کو فروخت کر کے اِس کی قیمت سے دُوسری زمین خریدنا بعض صورتوں میں جائز ہے جبکہ وقف میں اِس کو تبدیل کرنے کی شرط لگائی گئی ہو۔

تبدیل کرنے کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں :

(1) واقف نے اپنے لیے یا کسی دُوسرے کے لیے تبدیل کرنے کی شرط کی ہو۔ اِس صورت میں تبدیل کرنا جائز ہے۔

(2) واقف نے شرط تو نہ کی ہو پھر خواہ تبدیل نہ کرنے کی شرط کی ہو یا اِس سے سکوت کیا ہو۔

(i) مگر وقف سے اِنتفاع سرے سے ممکن ہی نہ ہو یا اِس سے اَخراجات پورے نہ ہوتے ہوں تو قاضی یا محکمے کی رائے اَور اِجازت سے تبدیل ہوسکتا ہے۔

(ii) نفع بھی فی الجملہ ہو لیکن تبدیل کرنے میں زیادہ نفع نظر آتا ہو تو یہ جائز نہیں۔

مسئلہ : واقف نے تبدیل کرنے کی شرط کی ہو تو ایک دفعہ تبدیل کرنے سے شرط پوری ہو جاتی ہے اِس لیے آئندہ مزید تبدیلی نہیں ہوسکتی اِلّا یہ کہ واقف نے بتکرار تبدیل کرنے کی شرط کی ہو۔

سونے چاندی یا روپے پیسے کا وقف :

اِن کا وقف صحیح ہے۔ اَلبتہ چونکہ وقف میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اَصل چیز کو باقی رکھتے ہوئے اُس کے منافع سے فائدہ اُٹھایا جائے اِس لیے اَصل مال کو خرچ نہ کیا جائے بلکہ اُس کو تجارت میں لگا کر اُس کے نفع کو خرچ کریں یا اِس سے کوئی شے خرید کر اُس کے منافع کو فقیر پر خرچ کریں۔

وقف کے منافع وقف نہیں ہوتے :

مسئلہ : اگر وقف کے منافع سے کوئی مکان یا دُکان وقف کے مصالح کے لیے خریدی جائے تو وہ وقف نہیں ہو جاتی۔

مسئلہ : وقف کی آمدنی اَور منافع سے جو رقم مستحق کو دی گئی ہو وہ اُس کی مِلکیت ہو جاتی ہے اَور اگر بقدرِ نصاب ہو جائے تو اُس پر زکوۃ بھی واجب ہوتی ہے۔

واقف کا تاحیات جائداد کی آمدنی اپنے لیے مقرر کرنا :

واقف کو منافع وقف سے تاحیات خود اپنی ذات کے لیے یا اپنی اَولاد کے لیے اِنتفاع کی شرط ٹھہرانا جائز ہے۔

مسئلہ : اِس لیے یہ کہنا جائز ہے کہ میں اپنا یہ مملوکہ مکان فلاں مسجد پر وقف کرتا ہوں اِس شرط سے کہ تاحینِ حیات میں یا میری اَولاد اِس مکان کا کرایہ خود اِستعمال کرے گی اَور وفات کے بعد اِس مسجد کا متولی مکان کا کرایہ وصول کر کے مسجد کے مصارف میں خرچ کرے گا۔

کسی جائیداد یا اُس کی آمدنی کو اپنی اَولاد پر وقف کرنا :

یہ بھی جائز ہے اَور اِس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لڑکوں کو لڑکیوں سے دُوگنا دے، دُوسرے یہ کہ لڑکوں اَور لڑکیوں کو برابر برابر دے۔

مسئلہ : اِس طرح کا وقف اپنی نسل دَر نسل کے لیے بھی کر سکتا ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۴/اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بھائی سرور صاحب کے والد صاحب کی تعزیت کے لیے نارووال تشریف لے گئے جہاں آپ نے بھائی سرور صاحب اَور دیگر برادران سے تعزیت کی بعد اَزاں بھائی سرور صاحب کے اِصرار پر مختصر بیان بھی فرمایا بیان کے بعد مردوں اَور عورتوں نے بیعت بھی کی۔ بعد نمازِ مغرب واپسی پر نارنگ منڈی میں حضرت نے قاری شکراللہ صاحب کی اہلیہ کی تعزیت کی۔ بعد اَزاں جامعہ جدید کے طالب علم محمد ظہیر صاحب کی خواہش پر اُن کے گھر پر تشریف لے گئے یہاں بھائی ظہیر صاحب کے دادا بیعت ہوئے۔ بعد نمازِ عشاء نارنگ منڈی سے روانہ ہو کر رات ۱۱/ بجے بخیریت گھر پہنچے، والحمد للہ۔

۱۶/اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا نثار صاحب کے ولیمہ میں شرکت کے لیے ضلع قصور تشریف لے گئے۔

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں!

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)